نعرۂ رسالت

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

برکاتی پبلشرز
۱۳۳ - اے چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی نمبر ۲

Marfat.com

Marfat.com

نعرۂ رسالت

تصنف لطیف

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

— ناشر —

برکاتی پبلشرز

۱۲۳ چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی نمبر ۲

Marfat.com

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۴

نام کتاب ——— نعرہ رسالت

مصنف ——— علامہ عبدالحکیم شرف قادری

ناشر ——— برکاتی پبلشرز فون ۲۳۸۷۰۸

طباعت ——— باراول جولائی ۱۹۸۶ء

قیمت ——— Rs 12

واحد تقسیم کار

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ

دارالعلوم احسن البرکات

نزد ہوم اسٹیڈ ہال حیدرآباد سندھ

Marfat.com

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	ابتدائیہ	۱
۱۷	استعانت	۲
۱۷	امام احمد رضا کا عقیدۂ استمداد	۳
۱۸	استعانت اور توسّل ایک ہی شئے ہے	۴
۱۹	اقسام نسبت	۵
۲۳	قول فیصل	۶
۲۴	استعانت اور قرآن	۷
۲۶	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت	۸
۲۹	نواب وحید الزمان اور مسئلہ استعانت	۹
۳۹	اعرابی کا استغاثہ	۱۰
۴۱	تحریف معنوی	۱۱
۴۹	توسّل	۱۲
۵۰	اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال اور ذوات کو وسیلہ بنانا	۱۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل ولادتِ باسعادت سے پہلے توسّل	۵۳
۱۵	حیاتِ ظاہرہ میں توسّل	۵۵
۱۶	وصال کے بعد توسّل	۶۲
۱۷	اجماعِ صحابہ	۶۷
۱۸	توسّل اور ائمۂ اربعہ	۷۱
۱۹	توسّل اور ائمۂ اعلام	۷۳
۲۰	توسّل اور امام ابن الحاج	۷۸
۲۱	توسّل اور اہل حدیث کے مسلّم علماء	۸۳
۲۲	توسّل اور علماء دیوبند	۸۵
۲۳	توسّل اور عالمِ اسلام کے موجودہ علماء	۸۸
۲۴	قیامت کے دن توسّل	۹۷
۲۵	اربابِ ولایت سے توسّل	۹۸
۲۶	صلوٰۃ غوثیہ	۱۰۷
۲۷		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

از رشحات قلم :- علامہ محمد اعظم سعیدی

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین اور مرکز کائنات ہیں اور اللہ رب العلمین اس کائنات کو محیط ہے، کائنات اللہ تعالےٰ کے احاطہ سے باہر نہیں ہے اور کائنات کا دائرہ بغیر مرکز کے قائم نہیں ہو سکتا۔ حضور علیہ السلام اعظم ہیں رب کریم عظیم ہے، رب تعالےٰ خالق، مالک، رازق ہے تو حضور علیہ السلام اول الخلق اور قاسم ہیں، محسن انسانیت ہیں، اسی لئے مسلمان کی شرافت و بزرگی آقائے نامدار کی رہین منت ہے، جب مسلمان اپنے رب کو معبود سمجھ کر پکارتا ہے تو حضور علیہ السلام کو اپنا محسن اعظم سمجھ کر پکارتا ہے پھر کبھی تنہا و منفرد تو کبھی اجتماعی صورت میں پکارتا ہے کبھی نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت کی صورت میں تو کبھی صلوٰۃ و سلام یا یارسول اللہ یا نبی اللہ کہکر اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتا ہے، یا اللہ اور نعرۂ تکبیر تو تمام امت مسلمہ کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ ہے مگر نعرۂ رسالت اور اس کے جواب میں یارسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم" تقریباً ایک ہزار سال تک تو بالاجماع متفق علیہ رہا لیکن اس کے بعد ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس نے نعرۂ رسالت کو شرک قرار دیدیا۔

معاندین نعرۂ رسالت نے غائبانہ طور پر کسی کو پکارنے کا نام عبادت رکھا ہے اور اس قاعدہ کلیہ کے موسس و موجد ابن قیم میں مگر ان سے خطا یہ ہوئی کہ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ ہر قول و فعل عبادت نہیں، اسی طرح محبت بالشعور بھی عبادت نہیں ورنہ زوجین کی باہمی محبت یا اولاد کی محبت بھی عبادت میں شمار ہوگی لیکن معاندین اس محبت کو نہ عبادت کہتے

Marfat.com

ہیں اور نہ ہی اسے شرک سمجھتے ہیں۔

نعرۂ رسالت دراصل ایک طرح سے اظہار محبت کا ذریعہ ہے اور یا رسول اللہ کہہ کر عظمت مصطفیٰ کا اقرار کیا جاتا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ آپ کی رہبری کے طفیل ہی ہم ظلمت و تاریکی سے نکل کر نور میں آئے ہیں، کفر و ضلالت کی عمیق گہرائیوں سے آپ نے ہی ہمیں نکالا ہے اور شعلہ زن جہنم کی آگ سے آپ نے ہی ہمیں بچایا ہے۔

پکارنے کی تین حیثیتیں ہیں ایک قریب سے، دوم دور سے، سوم کسی بے جان مردہ شے کو پکارنا، کسی کو قریب سے پکارنے میں تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں البتہ دور سے پکارنے میں اعتراض ہے اور یہ اعتراض بھی صرف حضور علیہ السلام کو پکارنے پر ہے ورنہ یہ لوگ اور ان کے اپنے حواری روزمرہ کے معمولات میں خود دوسروں کو پکارتے ہیں۔ پھر اعتراض کا سارا زور حرف ندا " یا " کے اوپر ہے کہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہو، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا حرف ندا کے ساتھ حضور علیہ السلام یا کسی صحابی و ولی کو پکارا جا سکتا ہے یا نہیں۔

اس سلسلے میں ہم سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء کرام کو حرف ندا " یا " سے مخاطب فرمایا ہے مثلاً یا آدم، یا نوح، یا زکریا، یا یحییٰ، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ " علیہم الصلوٰۃ والسلام " جب ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ان انبیاء و مرسلین کے اسماء گرامی کے ساتھ حرف ندا کی بھی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا مفہوم و ترجمہ بھی ہمارے ذہن میں ہوتا ہے تو بوقت تلاوت ہم صرف لساناً ہی انبیاء کرام کو نہیں پکارتے بلکہ ذہناً بھی پکارتے ہیں تو کیا نعوذ باللہ ہم تلاوت قرآن کرتے وقت مشرک ہو جاتے ہیں، یا پھر مخالفین و معاندین حرف ندا، تلاوت قرآن کرتے وقت حرف ندا کی تلاوت نہیں کرتے، اگر کرتے ہیں تو پھر ان کا اپنے متعلق کیا

Marfat.com

خیال ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ خطاب تو زندہ کے لئے تھا اب تو نعوذ باللہ انبیاء کرام مرکر مٹی میں مل چکے ہیں، تو میں عرض کروں گا کہ نزول قرآن کے وقت کیا آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام یا جن جن انبیاء و مرسلین کو حرف ندا "یا" سے خطاب کیا گیا ہے وہ دنیا میں جلوہ افروز تھے ؟ واقعی نہیں تھے، پردہ فرما چکے تھے مگر ہزاروں سال بعد بھی ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے نام کے ساتھ حرف "یا" موجود ہے نیز ہم قرآن مجید کی تلاوت بطور حکایت کرتے ہیں یا بطور انشاء ؟ اگر مخالفین بطور حکایت کرتے ہیں تو بالاجماع خارج از اسلام ہیں اس لئے کہ امم سابقہ کے قصص و اخبار ہمارے لئے انشاء ہیں ان پر ایمان کے لئے ہم مکلف ہیں، اگر بطور انشاء کے تلاوت کرتے ہیں تو حرف ندا "یا" بھی اس میں شامل ہے جس طرح دیگر آیات پر ایمان و عمل لازمی ہے اسی طرح حرف ندا "یا" پر بھی ایمان و عمل لازم ہے تو یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم کی مطاوعت میں یا نبی اللہ، یا رسول اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا عین ایمان ہے۔

اب اس میں ایک اور جزء رہ جاتا ہے کہ دور سے نہ پکارو، مگر دوری کی حد کا تعین معاندین آج تک نہیں کر سکے کہ کتنے فاصلے کے بعد پکارنا ناجائز ہے جب کہ ہمیں عہد رسالت کے ایسے شواہد ملتے ہیں جس میں دور و نزدیک سے پکارا گیا ہے اور وہ بھی یا رسول اللہ کہہ کر۔ صرف بخاری شریف کو دیکھ لیجئے اس میں آٹھ سو مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرف ندا "یا" کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے اور ندا دی گئی ہے نیز بخاری کے صرف پہلے دو پاروں میں چھپن مرتبہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی یا رسول اللہ کے ساتھ مذکور ہے بلکہ بروایت حضرت برہ رضی اللہ عنہا بے جان اشیاء درختوں اور پتھروں نے بھی یا رسول اللہ کہا ہے چنانچہ آپ فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو اس کے بعد جب آپ اپنی کسی حاجت کے لئے آبادی سے باہر تشریف لے جاتے اور وادیوں،

Marfat.com

گھاٹیوں سے آپ کا گزر ہوتا تو فلا یمر بحجر ولا شجر الا قالت السلام علیک یا رسول اللہ جس پتھر اور درخت سے آپ گزرتے تو وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " مستدرک حاکم صحیح ہے "

مخالفین نعرۂ رسالت کہتے ہیں کہ یا محمد نہ کہو اس لئے کہ وہ اب زندہ نہیں رہے" نقل کفر کفر نباشد" ہم کہتے ہیں چلو مان لیا یا محمد نہیں کہتے مگر یہ بتایا جائے کہ کیا موصوف کے ساتھ ساتھ اس کی صفتیں بھی ختم ہو گئیں یا نہیں، اگر کہیں کہ صفتیں بھی معدوم ہو گئیں تو یہ حضور علیہ السلام کی ابدی نبوت کا انکار ہوگا اور اگر ختم نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی نبوت کو وہ تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کا ایمان ہونا چاہیئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت غیر محدود و ہر مقام پر موجود ہے اور موجود کے لئے حرف ندا سے پکارنے کے تو وہ بھی قائل ہیں لہٰذا نعرۂ رسالت اور اس کے جواب میں یا رسول اللہ پر انہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیئے پھر نعرۂ رسالت کے جواب میں یا محمد تو کوئی بھی نہیں کہتا یا رسول اللہ ہی کہا جاتا ہے تو رسالت و نبوت کے زندہ باد کہنے پر معترضین معاندین پتہ نہیں چیں بجبیں کیوں ہوتے ہیں۔

اسی سلسلے میں ایک پہلو اور رہ جاتا ہے وہ یہ کہ کیا واقعی کسی بے جان وہ مردہ شے کو پکارنا شرک ہے؟ اس سلسلے میں جب ہم مرکز رشد و ہدایت قرآن حکیم سے رجوع کرتے ہیں تو اس کی نفی یا نہی میں ہمیں کوئی چیز نظر نہیں آتی، البتہ جواز میں کئی امثلہ سامنے آجاتی ہیں مثلاً آگ کی تاثیر سے قطع نظر ہم دیکھتے ہیں کہ آگ کا شمار بھی بے جان چیزوں میں ہوتا ہے اس میں فہم و ادراک اور حس نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر اس بے حس و بے جان چیز کو خود خالق کائنات حرف ندا" یا "سے مخاطب فرماتا ہے" یا نار کونی بردا و سلاما "اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، معلوم ہوا کہ کسی بے جان و بے حس چیز کو پکارنا حرف ندا کے ساتھ جرم و گناہ یا شرک نہیں بلکہ یہ سنت الٰہیہ کی

Marfat.com

مطاوعت ہے سنت الہٰی کی مطاوعت کو شرک سے تعبیر کرنا بدعقیدگی کی انتہا ہے

اسی طرح کی ایک اور حقیقت مشاہدہ فرمائیں، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے ہیں رب ارنی کیف تحی الموتی، پروردگار عالم مجھے مشاہدہ کرا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے حکم ہوتا ہے اولم تؤمن کیا میری اس قدرت پر تجھے ایمان نہیں ہے قال بلیٰ عرض کیا بالکل ہے ضرور ہے ولکن لیطمئن قلبی مگر اطمینان قلب کے لئے یہ سوال کر رہا ہوں کہ مقصد دراصل مشاہدہ ہے، اللہ رب العلمین نے فرمایا کہ چار پرندے لےلو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو پھر انہیں ذبح کر کے ان کے اجزاء باہم خلط ملط کر کے ان کے ایک ایک جزو کو الگ الگ پہاڑ پر رکھ دو ثم ادعھن یاتینک سعیا بعد ازاں انہیں پکارو تو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس چلے آئیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اس آیت قرآنی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسے پرندوں کو پکارنے کا کہا جا رہا ہے جن کو وہ اپنے ہاتھوں سے ذبح کر چکے ہیں یعنی مردہ پرندوں کو بآیت قرآنیہ ندا کا جواز ہے تو مردہ انسانوں کو پکارنا بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے، پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو جمہور امت کے نزدیک حیات ہیں بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک لمحے کی موت کا بھی انکار کیا ہے ان کے نزدیک تو حضور کا پردہ فرمانا ایسا ہے جیسے روشن چراغ کو کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے" نشر الطیب"

غرض کہ ان دونوں آیات بینات کے تحت توحیدیوں، دیوبندیوں، مودودیوں چکڑالویوں کے عقائد فاسدہ کے مطابق بھی نعرۂ رسالت، نعرۂ تحقیق، نعرۂ غوثیہ نعرۂ حیدری درست اور جائز ہونا چاہیئے تھا کیونکہ یہ دونوں آیات بے جان اور مردہ اشیاء کو پکارنے کا ببانگ دہل اعلان کر رہی ہیں تو مخالفین کے نزدیک مردہ انسانوں کو بھی پکارنا درست ہونا چاہیئے تھا (واضح رہے کہ اہلسنت انبیاء و اولیاء کی حیات کی قائل ہیں)

Marfat.com

مگر معاندین ومخالفین کا ایک سب سے بڑا عقیدہ ہے" میں نہ مانوں" وہ آڑے آتا ہے اور اس کا نفس الامری میں کوئی جواب ہی نہیں ہے بجز اس کے کہ "کھر بٹ، کور کٹ" سانپ کا مرشد ہے؟

اگر محض ندائے غائبانہ کو شرک سمجھ لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ ایسے تمام لوگ مشرک ہو جائیں گے جو غائبانہ ندا کرتے ہیں جو اپنی نثر میں نظم میں یارسول اللہ، یا محمد، یا حبیب اللہ یانبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور لکھتے ہیں، احادیث پڑھنے اور پڑھانے والے بھی اسی زمرے میں شامل ہوں گے، اگر وہ ذہناً وقلباً ندا نہیں کر رہے ہوں گے تو کم از کم حکایتہً ہی ندا کو دہراتے ہیں بات ایک ہی ہے کان اِدھر سے پکڑو یا اُدھر سے، مشرک تو وہ ہو ہی جائیں گے پھر کیا وہ تمام کتب احادیث سے اور آیات قرآنیہ سے حرف ندا کو نکال سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر انکار سے بہتر اقرار ہے، حالانکہ مخالفین اپنے اسی قاعدہ کلیہ کے خود ہی مخالف ہیں چنانچہ نماز میں السلام علیک ایھا النبی ندائے غائبانہ ہے اور وہ اس ندا کو جائز سمجھتے ہیں اور اہلسنت سے اس کے وجوب پر متفق ہیں، اگر وہ اس کو بھی اپنے تراشیدہ قاعدہ کلیہ کے مطابق شرک قرار دے دیں تو پھر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر قیامت تک کے تمام نمازی نعوذ باللہ مشرک ہو جائیں گے۔

~ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تشہد میں خطاب و ندا محض حکایت و نقل نہیں ہے بلکہ اس میں انشاء ہے ایمان کے اس عظیم درجہ کے ساتھ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرمائیں گے اور یہی مسلک صاحب درمختار کا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"یقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کانہ یحی اللہ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیاءہ" درمختار ص۲۵ ج۱"

یعنی التحیات کے الفاظ میں اس کے معنی علی وجہ الانشاء مراد لے گویا کہ وہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیتہ بھیج رہا ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کر رہا ہے اسی طرح مسلمانوں اور اولیاء کرام کو بھی۔

اسی تشہد کے ضمن میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ شارح بخاری رقمطراز ہیں۔

فالتفوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیہ قائلین السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی نظر اٹھائی تو حرم حبیب میں حبیب کو دیکھا" یعنی در بار ایزدی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر دیکھا" پس حضور علیہ السلام پر سلام پڑھتے ہوئے آپکی طرف متوجہ ہوئے" فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۵۰ ج ۲"

بالکل یہی بات مولانا عبد الحئی لکھنوی نے سعایہ میں لکھی ہے۔

وقال بعض اهل المعرفة ان العبد لما تشرف بثناء الله وكانه فى حريم الحرم الالهى ونور بصيرة ووجد الحبيب حاضرا فى حرم الحبيب فاقبل عليه وقال السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته۔

یعنی بعض اہل معرفت فرماتے ہیں کہ جب بندہ ثنائے ایزدی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الہی کے حریم میں داخلے کی اجازت مرحمت ہو گئی اور اس کی بصیرت کو منور کر دیا گیا حتی کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب کو موجود پایا، فوراً ان کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہوں اور اللہ کی رحمت و برکات کا نزول ہو" سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷

انہیں مولانا عبد الحئی لکھنوی کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمایئں۔

ويحتمل ان يقال على طريق اهل المعرفة ان المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات اذن لهم فى حريم الحى الذى لا يموت فقرت اعينهم بالمناجات نتنبهوا على ان ذلك بواسطة نبى الرحمة وبركته متابعة فالتفتوا فاذا الحبيب

Marfat.com

فی حرم الملک الحبیب حاضر فاقبلوا علیہ قائلین السلام علیک ایھا النبی الخ "سعایہ ص۲۲۸ ج ۲"

یعنی اہل معرفت کے طریق پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ نمازیوں نے التحیات کے ساتھ جب باب ملکوت کھلوایا تو انہیں ابدی و ازلی ذات الٰہی کے حرم میں داخلے کی اجازت عطا ہوگئی تو مناجات کے باعث ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں، پھر انہیں آگاہ کیا گیا کہ یہ سب اس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وبرکت سے ہے جن کی متابعت تم نے کی ہے پھر انہوں نے توجہ کی تو ملک حبیب کے حرم محترم میں حبیب مکرم کو موجود دیکھا اور فوراً السلام علیک ایھا النبی کہتے ہوئے آپکی جانب ملتفت ہوئے۔

مذکورۃ الصدر عبارات وحوالہ جات کے نقل کرنے کا مقصد صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ تشہد میں ندا وخطاب بطور انشاء ہے اور اس مقام پر ندا کے وجوب پر مخالفین بھی متفق ہیں لیکن متحیر کن امر یہ ہے کہ وہ لوگ ایک قاعدہ کلیہ بناتے ہیں کسی جگہ تو اس پر عمل کرتے ہیں لیکن کسی جگہ پر خود ہی اسکی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں، صرف اسی ایک قاعدے پر ہی کیا موقوف ہے مخالفین نعرۂ رسالت کے عقائد کی پٹاری کھول دی جائے تو ان کا ہر ایک عقیدہ آدھا تیتر آدھا بٹیر نظر آئے گا۔

اب ذرا احادیث میں بھی دیکھ لیتے ہیں کہ کیا عہد نبوی میں یا فعل صحابہ سے ہمیں ندائے یارسول اللہ کے جواز میں کچھ ملتا ہے یا نہیں، اس سلسلے کی ایک روایت تو ہمیں درج ذیل ملتی ہے ایک صحابی تھے حضرت عمر بن سالم رضی اللہ عنہ۔ قریش مکہ انہیں جان سے مارنے کے درپے تھے تو آپ نے ان سے بچ بچا کر مدینہ منورہ کی راہ لی، جب یہ مدینہ روانہ ہوئے تو قریش نے ان کا پیچھا شروع کر دیا، کہیں راستے میں وہ عمر بن سالم کو گھیرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو آپ نے وہیں سے یا محمد کہہ کر حضور علیہ السلام کو پکارا اور غائبانہ امداد کی فریاد کی یارسول اللہ میں دشمنوں میں گھر چکا ہوں مجھے بچایئے ورنہ یہ لوگ مجھے جان سے

Marfat.com

مار دیں گے۔ تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ندا و فریاد کو سماعت فرمایا اور لبیک لبیک نصرت، نصرت کہہ کر عمر بن سالم کو اپنی مدد کا یقین دلایا اور اس کی امداد و نصرت فرما کر انہیں دشمنوں کے چنگل سے بچا بھی لیا، اصل روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات عند ھا فی لیلتھا فقام یتوضا للصلوٰۃ فسمعت یقول لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت تقول فی متوضائک لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا کانک تکلم انسانا فھل کان معک احد الخ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی باری کی شب گذاری پس تہجد کے لئے اٹھے اور نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے تو میں نے تین مرتبہ لبیک لبیک اور اتنی ہی مرتبہ نصرت نصرت " تو مدد کیا گیا " کہتے سنا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو وضو کی جگہ پر " حاضر ہوں، حاضر ہوں " تو مدد کیا گیا " تو مدد کیا گیا " تین مرتبہ کہتے سنا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے تھے، کیا کوئی آپ کے ساتھ تھا۔ تو پھر حضور علیہ السلام نے عمر بن سالم کا سفر مدینہ، اور اثنائے سفر میں دشمنوں میں گھر جانا، مدد و نصرت کے لئے فریاد کرنا اور اپنی طرف سے ان کی مدد فرمانے کا ذکر فرمایا۔

یہ حدیث اس بات پر شاہد ہے کہ دور سے حرف ندا کے ساتھ حضور علیہ السلام کو پکارنا جائز ہے، پھر فریاد ندا کے ساتھ ایک صحابی کا فعل ہے، نہ ندا کرنے والے نے اس کو مکروہ جانا اور نہ ہی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا سمجھا بلکہ اس کی امداد فرمائی گئی، اسی طرح کی ایک اور روایت مشاہدہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اس وقت اسے یاد کریں جو سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو تو آپ نے یا محمد کہہ کر پکارا

Marfat.com

اس کے بعد دیکھا گیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ بند سے کھول دیئے گئے ہیں" الادب المفرد للبخاری ص ۱۰۳"

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سو گیا، آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ اس کو یاد کرو جس سے تم سب سے زیادہ محبت کرتے ہو یہ سن کر اس نے فوراً پکارا یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" یہ کہتے ہوئے اس کے پاؤں کی خوابیدگی رفع ہو گئی۔" کتاب الاذکار للنووی ص ۱۳۵

نظر جس میں نہ تو ٹھہرے وہ دل جس میں نہ تو اترے
زبان جس پر نہ ہو نام ترا نام وہ سنگسار ہو جائے "سعدی"

اسی طرح کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن عثمان ابن حنیف ان اعمی قال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یکشف لی عن بصری قال فانطلق فتوضأ ثم صل رکعتین ثم قل اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی ان یكشف عن بصری اللهم شفعه فی قال فرجع وقد کشف اللہ عن بصره۔ رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح والنسائی والطبرانی وصححه والبیهقی رحمهم اللہ تعالٰی

حضرت عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ تعالٰے سے دعا فرمائیں کہ وہ میری بینائی بحال فرما دے آپ نے ارشاد فرمایا گھر جاؤ وضو کرو اور دو رکعت نماز نفل پڑھو بعد ازاں یہ دعا مانگو یا اللہ العلمین میں تیرے سراپا رحمت نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ذات کو آپ کے پروردگار کی بارگاہ میں وسیلہ بناتا ہوں تاکہ میری بصارت و بینائی بحال ہو جائے یا اللہ میرے متعلق انکی سفارش کو شرف قبولیت

Marfat.com

سے نواز دے، جب وہ شخص لوٹا تو لاریب اس کی آنکھ منور ہو چکی تھی ۔ ترمذی نے اس
حدیث کو حسن صحیح فرمایا، نسائی اور طبرانی نے اس کی تصحیح کی نیز بیہقی نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہے۔

غرض کہ ندائے یا رسول اللہ مطلق یا نعرۂ رسالت کے جواب میں یا رسول اللہ کہنا بہر
طریق جائز ہے اس کی سند ہمیں قرآن مجید سے بھی ملتی ہے اور حدیث رسول سے بھی، اقوال و
آثار صحابہ سے بھی اور تابعین و تبع تابعین سے بھی، نیز تمام کتب احادیث و فقہ میں
بے شمار ایسے شواہد موجود ہیں جن میں محض ندا بھی کی گئی ہے اور ندا سے استعانت و
استمداد بھی طلب کی گئی ہے، حیات نبوی میں بھی اور بعد از انتقال نبوی بھی ندا کی گئی ہے
اور اسلاف بزرگان ملت و علماؤ صلحاء امت کا معمول بھی رہا ہے، ان حضرات نے
ہر آڑے و متعسر وقت میں حضور علیہ السلام کو پکارا ہے اور آپ سے مدد طلب کی
ہے آخر میں اللہ رب العلمین سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کو ایمان کامل عطا فرمائے اور
اپنے پیارے حبیب کے صدقے ایمان کے قذاقوں سے ہر مسلمان کو محفوظ و مامون فرمائے
آمین بجاہ سید المرسلین ۔

احقر

محمد اعظم سعیدی

چیئرمین

سرائیکی اردو رائیٹرز گلڈ آف پاکستان

۱۹ ار اے ٹیونیشیا لائن ۔ کراچی

۵ر فروری ۱۹۸۶ء

Marfat.com

ولا لوم الذى ملأت عظمته السموات والأرض الذى(١) عنت له الوجوه وخشعت له الأصوات(٢) ووجلت القلوب من خشيته : أن تصلى على محمد ﷺ وأن تعطينى حاجتى وهى كذا وكذا فانه يستجاب له إن شاء الله تعالى » قال وكان يقول « لا تعلموا سفهاءكم لئلا يدعوا به فى مأثم أو قطيعة رحم » .

﴿ وأما حديث أبى الدرداء ﴾

١٠٧ — فقال الطبرانى فى المعجم الكبير حدثنا محمد بن على بن حبيب الطرائفى الرقى حدثنا محمد بن على بن ميمون حدثنا سليمان بن عبد الله الرقى حدثنا بقية بن الوليد عن إبراهيم بن محمد بن زياد قال : سمعت خالد بن معدان يحدث عن أبى الدرداء قال : قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : « من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسى عشرا أدركته شفاعتى » (٣) .

١٠٨ — قال الطبرانى : حدثنا يحيى بن أيوب العلاف حدثنا سعيد بن أبى مريم عن خالد بن زيد عن سعيد بن أبى هلال عن أبى الدرداء قال : قال رسول الله ﷺ « أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة ، ليس من عبد يصلى على إلا بلغنى صوته حيث كان . قلنا . وبعد وفاتك ؟ قال : وبعد وفاتى إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء » (٤) .

علامہ ابن قیم کی تصنیف جلاء الافہام (مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد) کا صفحہ ٦٣

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استعانت

انسان طبعی طور پر اپنی بقا اور زندگی گزارنے میں مخلوقِ خدا کی امداد کا محتاج واقع ہوا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں کسی بھی مخلوق کی امداد کے بغیر زندہ رہنا چاہتا ہوں، تو اسے یہی مشورہ دیا جائے گا کہ آپ موجودہ دور کی مہذب اور متمدن زندگی کو خیر باد کہہ کر پتھر اور غاروں کے دور میں چلے جائیے، جہاں نہ لباس سے غرض ہے نہ عمارت سے، نہ سواری میسر ہے اور نہ ہی زندگی کی دیگر سہولتوں کا تصور ہے۔

یاد رہے کہ کارسازِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوق میں سے جو بھی کسی کی امداد کرتا ہے، وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے، بندہ تو اس کی امداد کا مظہر ہے، ورنہ اگر کوئی چاہے کہ میں از خود، عطائے الٰہی کے بغیر کسی کی امداد کر دوں، تو یہ ممکن نہیں ہے اور کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے کہ وہ از خود امداد کر سکتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی ضرورت نہیں ہے۔

امام احمد رضا بریلوی کا عقیدۂ استمداد

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر غیر خدا سے شرک ہے، یعنی اسے قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا بایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یا دوا

Marfat.com

سے استمداد کرے یا حاجتِ فقر میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرّہ کے معمولی کاموں میں مدد لے جو بالیقین تمام وہابی صاحب روزانہ اپنی عورتوں، بچّوں، نوکروں سے کرتے کراتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اُٹھا دے یا کھانا پکا دے سب قطعی شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر و شرک میں کیا شُبہ رہا؟ اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں، یعنی مَظہرِ عونِ الٰہی و واسطہ و وسیلہ و سبب سمجھنا، اس معنی پر حضرات انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء سے کیوں شرک ہونے لگی؟" [1]

خلاصہ یہ کہ کسی بھی مخلوق کو اس طرح مستقل مددگار ماننا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امداد و عطا کی محتاج نہیں ہے، شرک اور کفر ہے اور کسی مخلوق کو عطائے الٰہی کا مظہر اور وسیلۂ رحمتِ باری تعالیٰ ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

استعانت اور توسُّل ایک ہی شے ہے

اللہ تعالیٰ مقصودِ اصلی ہے، اسے وسیلہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اشیاء، خواہ وہ ذوات ہوں یا اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور ان سے استعانت بھی جائز ہے، کیونکہ توسّل اور استعانت اگرچہ الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن ان کی مراد ایک ہی ہے۔ امام علامہ تقی الدّین سبکی فرماتے ہیں:

واذ قد تحررت هٰذه الانواع والاحوال فی الطلب من النبی صلی الله علیه وسلم وظهر المعنی فلا علیك فی تسمیته توسلا او تشفعا او استغاثة او تجوها

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: برکات الامداد (رضوی کتب خانہ، بریلی) ص ۲۹ - ۲۸

Marfat.com

او توجها لان المعنى فی جمیع ذالك سواء۔[1]

"جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی شے کے طلب کرنے کے احوال اور اقسام کا بیان ہو گیا اور مطلب ظاہر ہو گیا تو اب تم اس طلب کو توسل کہو، یا تشفع، استغاثہ کہو یا تجوّہ یا توجہ کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔"

اقسامِ نسبت

علماء معانی نے اسناد (نسبت) کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) حقیقتِ عقلیہ (۲) مجازِ عقلی

حقیقتِ عقلیہ یہ ہے کہ فعل کی نسبت ایسی شے کی طرف کی جائے کہ بہ ظاہر متکلم کے نزدیک فعل اس کی صفت ہو جیسے "اَنۡبَتَ اللّٰہُ الۡبَقۡلَ" (اللہ تعالیٰ نے سبزہ اگایا) سبزہ اُگانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جب اس کی نسبت اس ذاتِ قدوس کی طرف کی جائے گی، تو اُسے حقیقتِ عقلیہ کہا جائے گا۔

مجازِ عقلی یہ ہے کہ فعل جس کی صفت ہے، اس کی بجائے اس کے کسی متعلق کی طرف نسبت کر دی جائے اور ساتھ ہی کوئی علامت بھی پائی جائے کہ یہ نسبت موصوف کی طرف نہیں بلکہ اس کے کسی متعلق کی طرف ہے، مثلاً فعل کی نسبت زمان، مکان یا سبب کی طرف کر دی جائے مثلاً "بَنَی الۡاَمِیۡرُ الۡمَدِیۡنَۃَ" (امیر نے شہر بنایا) حقیقۃً شہر کی تعمیر معماروں اور مزدوروں کا کام ہے، لیکن امیر چونکہ سبب ہے، اس کے کہنے پر شہر تعمیر کیا گیا ہے، اس لیے مجازاً تعمیر کی نسبت اس کی طرف کر دی گئی ہے۔

---

[1] تقی الدین السبکی، الامام، شفاء السقام (مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد) ص ۱۷۵

(ب) علامہ قسطلانی، مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی (المقصد العاشر) ج ۸، ص ۳۶۱

Marfat.com

پھر مجاز پر دلالت کرنے والا قرینہ (علامت) کبھی لفظی ہوگا اور کبھی معنوی۔ علامت معنوی کی مثال دیتے ہوئے علامہ تفتازانی "احوال الاسناد الخبری" میں فرماتے ہیں:

وَ اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ فَمِثْلُ هٰذَا الْكَلَامِ اِذَا صَدَرَ عَنِ الْمُوَحِّدِ یُحْكَمُ بِاَنَّ اِسْنَادَهٗ مَجَازٌ لِاَنَّ الْمُوَحِّدَ لَا یَعْتَقِدُ اَنَّهٗ اِلٰی مَا هُوَ لَهٗ۔[1]

"جب موحد سے "اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ" (موسم بہار نے سبزہ اگایا) ایسا کلام صادر ہوگا تو حکم کیا جائے گا کہ یہ اسناد مجازی ہے، کیونکہ موحد کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اگانا موسم بہار کی صفت ہے۔ جبکہ یہی بات اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر کہے گا، تو اسے حقیقت کہا جائے گا۔"

یہی علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

فَهٰذَا الْاِسْنَادُ وَاِنْ كَانَ اِلٰی غَیْرِ مَا هُوَ لَهٗ لٰكِنْ لَا تَاَوُّلَ فِیْهِ لِاَنَّهٗ مُرَادُهٗ وَمُعْتَقَدُهٗ وَكَذَا شَفَی الطَّبِیْبُ الْمَرِیْضَ۔[2]

"(کافر نے کہا موسم بہار نے سبزہ اگایا) یہ نسبت اگرچہ اس کی طرف نہیں ہے کہ اگانا اس کی صفت ہے، بلکہ اس کے غیر کی طرف ہے، لیکن اس میں علامت نہیں ہے (حتیٰ کہ اسے مجاز کہا جاسکے) کیونکہ یہ تو اس کی مراد ہے اور اس کا عقیدہ ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی۔"

خلاصہ یہ کہ کافر نے کہا کہ طبیب نے مریض کو شفا دی، تو یہ حقیقت ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تاثیر کا قائل ہی نہیں ہے۔ یہی بات اگر مومن نے کہی، تو اسے مجاز عقلی کہا جائے گا اور اس

---

[1] مسعود بن عمر، الملقب سعد الدین التفتازانی: المطول (کتب خانہ رشیدیہ، دہلی) ص ۱۰۶

[2] ایضاً ،، ،، ،، ،، ،، ،، ص ۹۹

Marfat.com

کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہوگا کہ وہ شفا کی نسبت طبیب کی طرف اس لیے کر رہا ہے کہ وہ شفا کا سبب ہے، اس لیے نسبت نہیں کر رہا کہ فی الواقع طبیب نے شفا دی ہے، شفا دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اس گفتگو پر غور کر لینے سے مسئلۂ استعانت کی حیثیت بالکل واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنے والا اگر مومن ہے تو اس کا ایماندار ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نزدیک کارسازِ حقیقی، مقاصد کا پورا کرنے والا، حاجتیں بر لانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان امور کی نسبت انبیاء و اولیاء کی طرف مجازِ عقلی کے طور پر کی گئی ہے کہ وہ مقاصد کے پورا ہونے کے لیے سبب اور وسیلہ ہیں۔

سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و اُو را مظہرِ عونِ الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اُو را یکے از مظاہرِ عون دانستہ و نظر بکارخانۂ اسباب و حکمت او تعالیٰ در اں نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دُور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر۔ [۱]

"اس جگہ یہ سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے تو یہ راہِ معرفت سے دُور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے۔ اس قسم کی

---

[۱] عبد العزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی (افغانی دار الکتب، دہلی) ج ۱، ص ۸

Marfat.com

استعانت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے۔ درحقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔"

مشہور اہل حدیث عالم نواب وحید الزمان لکھتے ہیں،

وضابطته ان الامور التی کانت تطلب من الانبیاء والصلحاء حال کونهم احیاء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا یکون شرکا اکبر والامور التی هی مختصة باللہ وکانت لا تطلب منهم وهم احیاء فطلبها منهم بعد ان ماتوا یکون شرکا کما کان طلبها عنهم وهم احیاء شرکا الا ان یکون الاسناد مجازیا کما فی قول عیسیٰ واُحی الموتیٰ باذن اللہ صرح بذالک شیخ الاسلام فی بعض فتاواہ۔ [1]

"اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی زندگی میں طلب کیے جاتے تھے، مثلاً دعا اور شفاعت وہ ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہوگا اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور ان حضرات کی زندگی میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے، ایسے امور کا ان سے ان کی وفات کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے، البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔" شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے۔"

مجازی نسبت پر گفتگو کرتے ہوئے نواب صاحب مزید لکھتے ہیں،

---

[1] وحید الزمان، نواب : ہدیۃ المہدی، ص ۱۹-۱۸

Marfat.com

وَكَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ فَاَسْنَدَ الْخَلْقَ وَالْاِبْرَاءَ اِلٰى عِيْسٰى مَجَازًا فَلَوْ طَلَبَ اَحَدٌ مِنْ عِيْسٰى رُوْحِ اللّٰهِ اَنْ يُحْيِيَ مَيِّتًا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَا يَكُوْنُ شِرْكًا اَكْبَرَ وَكَذٰلِكَ لَوْ طَلَبَ اَحَدٌ مِنْ وَلِيٍّ حَيٍّ اَوْ مِنْ رُوْحِ نَبِيٍّ اَوْ صَالِحٍ اَنْ يَهَبَ لَهُ الْاَوْلَادَ اَوْ يَشْفِيَهٗ مِنْ مَرَضٍ اَوْ يَدْفَعَ عَنْهُ سُوْءً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاَمْرِهٖ فَهٰذَا لَا يَكُوْنُ شِرْكًا اَكْبَرَ۔ [1]

"اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے۔ پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مُردے کو زندہ کریں تو یہ شرکِ اکبر نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی سے یا نبی یا ولی کی رُوح سے یہ درخواست کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں، تو یہ شرکِ اکبر نہ ہوگا۔"

قولِ فیصل

اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ انبیاء و اولیاء سے حصولِ مقاصد کی درخواست کرنا شرک و کفر نہیں ہے، جیسے عام طور پر مبتدعین کا رویہ ہے کہ بات بات پر شرک اور کفر کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔

---

[1] وحید الزماں نواب، حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۱۹

Marfat.com

البتہ یہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا، مشکل کشا اور کارساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، تو احسن اور اولیٰ بھی ہے کہ اسی سے مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے، کیونکہ حقیقت، حقیقت ہے اور مجاز، مجاز ہے یا بارگاہِ انبیاء و اولیاء میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرما دے اور حاجتیں برلائے۔ اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور اختلافات کی خلیج بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی۔

استعانت اور قرآن

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام اور صحابہ کرام نے بوقتِ ضرورت مخلوقِ خدا سے مدد طلب کی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں :

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ [۱]

"اے ایمان والو! دینِ خدا کے مددگار ہو جیسے عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ حواری بولے ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں سے اپنے دین کی مدد طلب کی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے مدد طلب کی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام نُصرتیں بلاواسطہ نازل فرما دیتا، لیکن اس کی عادتِ کریمہ جاری ہے کہ کارخانۂ قدرت کا نظام مختلف اسباب اور وسائل سے وابستہ کر رکھا ہے، اس کا اس آیت میں اظہار ہے،

---

[۱] پ ۲۸ ۔ الصّف ۶۱ - آیۃ ۱۴

Marfat.com

۲- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔ [1]

"اے ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔"

اس آیت میں وہ کارسازِ بے نیاز مومنوں سے دین کی مدد طلب فرماتا ہے، اور مومنوں کو سرفرازی حاصل کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے۔

۳- قَالَ مَا مَکَّنِّیْ فِیْہِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ۔ [2]

"کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا بہتر ہے تو میری مدد طاقت سے کرو۔" (سکندر ذوالقرنین کا مقولہ)

۴- قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ج اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ [3]

"یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔"

زمین کے خزانوں پر تقرر کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی، بلکہ بادشاہِ وقت کو کہا گیا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے شرک کیا تھا؟

۵- قَالَ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ○ [4]

"سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے

---

[1] پ ۲۶ محمد ۴ آیت ۶

[2] پ ۱۶ الکہف ۱۸ آیت ۹۵

[3] پ ۱۳ یوسف ۱۲ آیت ۵۵

[4] پ ۱۹ النمل ۶ آیت ۳۸

Marfat.com

پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت

اس سلسلے میں احادیث کا تتبع کیا جائے، تو وہ خاصا ذخیرہ فراہم ہو سکتا ہے۔ اس جگہ صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے:

عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُہٗ بِوَضُوْئِہٖ وَحَاجَتِہٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ اَوَغَیْرَ ذَالِکَ قُلْتُ ھُوَ ذَاکَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)[1]

"حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارا کرتا تھا، آپ کی خدمت میں وضو کا پانی اور دیگر ضروریات کی چیزیں (مسواک وغیرہ) پیش کیں، تو آپ نے فرمایا مانگ! میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا اور کچھ؟ عرض کیا میری مراد صرف یہی ہے۔ فرمایا تو میری امداد کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے"

غور کیجیے! حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں اپنی دلی مراد کا سوال پیش کر رہے ہیں، جواباً حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں منع نہیں فرماتے کہ تم مجھ سے کیوں مانگ رہے ہو، جنت چاہیے تو خدا سے مانگو، میں کون ہوتا ہوں جنت دینے والا، بلکہ اُن سے وعدہ فرمایا جاتا ہے، ان سے مدد طلب کی جاتی ہے کہ سجدے کثرت سے ادا کرو، جنت میں تمہیں میری رفاقت عطا کر دی جائے گی۔

---

[1] شیخ ولی الدین الخطیب: مشکوٰۃ شریف (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) ص ۸۴

Marfat.com

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں :

وَيُؤْخَذُ مِنْ إِطْلَاقِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْأَمْرَ بِالسُّؤَالِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَكَّنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ (إِلٰى أَنْ قَالَ) وَذَكَرَ ابْنُ سَبُعٍ فِيْ خَصَائِصِهٖ وَغَيْرُهٗ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَقْطَعَهٗ أَرْضَ الْجَنَّةِ يُعْطِيْ مِنْهَا مَا شَاءَ لِمَنْ شَاءَ ۔[1]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلق فرمایا کہ مانگ (کسی چیز کی تخصیص نہیں کی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ حق کے خزانوں میں سے جو چاہیں دیں۔ ابن سبع وغیرہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین حضور کی جاگیر کر دی ہے، اس میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔"

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں :

از اطلاقِ ایں سوال کہ فرمود بخواہ و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست و ہمتِ کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذنِ پروردگار خود بدہد۔[2]

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

اگر خیریتِ دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن[2]

---

[1] علی بن سلطان محمد القاری : المرقاۃ (مکتبہ امدادیہ، ملتان) ج ۲، ص ۳۲۳

[2] صدیق حسن خاں بھوپالی، نواب، مسک الختام شرح بلوغ المرام (مطبع نظامی کانپور) ج ۱ص ۲۶

ب، عبد الحق محدث دہلوی، شیخ محقق : اشعۃ اللمعات (مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر) ج ۱ص ۳۹۶

Marfat.com

"مطلقاً فرمایا کہ مانگو اور کسی خاص مقصد کی تعیین نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ رس اور آپ کی ہمتِ کرم سے وابستہ ہیں، جو کچھ چاہیں اور جسے چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔

- حضور! دُنیا و آخرت آپ کی بخشش کا ایک حصہ ہیں
  اور لوح و قلم آپ کے علوم کا بعض ہیں
- اگر تو دنیا و آخرت کی خیریت چاہتا ہے
  تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ اور جو چاہے مانگ"

ایک طرف تو ان آیات و احادیث کو پیشِ نظر رکھیں، دوسری طرف عقل و خرد کی فرومائیگی ملاحظہ ہو کہ کہنے والے یہاں تک کہہ جاتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں متعدد انبیاء اور عباد صالحین کا ذکر کیا ہے، انہیں اپنے مسائل، مشکلات اور پیش آمدہ حوادث میں استغاثہ، استعانت اور دعا کی ضرورت پیش آئی، لیکن انہوں نے آدم سے نوح تک، ابراہیم سے موسیٰ تک، یونس سے خاتم النبیین اشرف المرسلین محمد بن عبد اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کسی سے مدد مانگی اور نہ ہی کسی کو پکارا، خواہ مغفرت کا مطالبہ ہو یا اولاد یا شفاء کا، ہلاکت کے مقامات سے نجات مطلوب ہو یا فقر و فاقہ اور قید وغیرہ سے رہائی یا مدد طلب کرنا انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ کوئی واقعہ، کوئی حادثہ ایسا وارد نہیں ہوا کہ کسی نے اللہ کے سوا اللہ کے مقترب بندوں اور منتخب اولیاء سے مدد مانگی ہو" (ترجمہ) [1]

---

[1] احسان الٰہی ظہیر: البریلویہ، ص ۶۳

Marfat.com

ایک بار پھر مذکورہ بالا آیات اور حدیث شریف کا مطالعہ کریجئے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ یہ تمام تر لچھے دار وعظ و خطابت کا ایک نمونہ ہے جسے حقائق سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ پھر انبیاء کرام تو وہ ہستیاں ہیں، جن کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں اپنی حاجتیں اور مرادیں پیش کی جاتی ہیں، وہ تو خود بارگاہِ الٰہی کے مقرب ترین ہیں، جو عرض کرنا چاہیں، براہِ راست عرض کر دیں، انہیں کسی واسطے اور وسیلے کی کیا ضرورت ؟

نواب وحید الزمان اور مسئلہ استعانت

نواب صاحب غیر مقلدین کے مشہور عالم اور صحاح ستہ کے مترجم ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" میں مسئلہ استعانت پر تفصیلی گفتگو کی ہے، چند اقتباسات ملاحظہ ہوں لکھتے ہیں :

وَالحَاصِلُ اَنَّ کُلَّ مَنِ اعْتَقَدَ فِیْ حَقِّ غَیْرِ اللّٰہِ سَوَاءٌ کَانَ حَیًّا اَوْ مَیِّتًا اَنَّ لَہٗ قُدْرَۃً ذَاتِیَّۃً اَوْ مَوْھُوْبَۃً مُفَوَّضَۃً مِّنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی اَمْرٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ بِحَیْثُ لَا یَحْتَاجُ فِیْھَا اِلٰی اِذْنٍ جَدِیْدٍ مِّنْہُ فَھُوَ مُشْرِکٌ وَکُلُّ مَنْ یَّفْھَمُ غَیْرَ اللّٰہِ اَنَّہٗ عَاجِزٌ بِالْکُلِّیَّۃِ کَالْمَیِّتِ فِیْ یَدِ الْغَسَّالِ لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَبَغٰی اَنْ یَّاْخُذَ ھٰذَا الْعَمَلَ مِنْہُ فَیَعْمَلُ بِحُکْمِ اللّٰہِ وَاِذْنِہٖ وَاِرَادَتِہٖ وَقَضَائِہٖ وَیَنْصُرُ وَیُغِیْثُ وَیَنْفَعُ وَیَضُرُّ کَذَالِکَ فَھُوَ مُوَحِّدٌ لَیْسَ بِمُشْرِکٍ سَوَاءٌ کَانَ ذَالِکَ الْغَیْرُ حَیًّا اَوْ مَیِّتًا کَمَنْ فَھِمَ اَنَّ السُّقْمُوْنِیَا مُسْھِلٌ بِذَاتِہٖ اَوِ النَّارَ مُحْرِقَۃٌ بِذَاتِھَا فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ عَلِمَ

Marfat.com

اَنَّ اِسْتِعْمَالَ السَّقْمُوْنِیَا وَاِحْرَاقَ النَّارِ بِاَمْرِ اللهِ وَ اِذْنِہٖ وَاِرَادَتِہٖ فَھُوَ مُوَحِّدٌ لَیْسَ بِمُشْرِکٍ [1]

"حاصل یہ کہ غیر اللہ زندہ ہو یا مُردہ، اس کے بارے میں جس شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ اس کی قدرت ذاتی ہے یا اللہ تعالیٰ نے اسے کسی چیز کی قدرت اس طرح عطا کر دی ہے کہ اسے نئے اذن کی ضرورت نہیں، وہ مشرک ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ غیر اللہ عاجز محض ہے جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں وہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے اور چاہے کہ اس سے یہ کام لے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی اجازت، اس کے ارادہ و قضا سے غیر اللہ نصرت و امداد کرے گا اور فائدہ و نقصان پہنچائے گا، تو ایسا شخص موحد ہے، مشرک نہیں ہے۔ خواہ وہ غیر اللہ زندہ ہو یا مُردہ۔ یہ بعینہٖ ایسے ہے کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ جمال گوٹہ خود بخود دست لاتا ہے یا آگ از خود جلاتی ہے، تو وہ مشرک ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ جمال گوٹہ کا دست آور ہونا اور آگ کا جلانا اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کے اذن و ارادہ سے ہے، تو وہ موحد ہے مشرک نہیں ہے۔"

یہی وہ عقیدہ ہے جو ہم اس سے پہلے امام احمد رضا بریلوی کے رسالہ مبارکہ "برکات الاستمداد" سے نقل کر چکے ہیں کہ مخلوق کو بالذات مفید اور مضر ماننا شرک ہے۔ اللہ کریم کی عطا سے ماننا شرک نہیں ہے۔

قاضی شوکانی کہتے ہیں:

اِنَّ مَنِ اعْتَقَدَ فِیْ مَیِّتٍ مِنَ الْاَمْوَاتِ اَوْ حَیٍّ مِنَ الْاَحْیَاءِ اَنَّہٗ یَنْفَعُہٗ اَوْ یَضُرُّہٗ اِسْتِقْلَالًا اَوْ مَعَ اللهِ اَوْ نَادَاہُ اَوْ تَوَجَّہَ اِلَیْہِ اَوِ اسْتَغَاثَ بِہٖ فِیْ

---

[1] وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی (اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ) ص ۱۷

Marfat.com

اَمْرٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ الَّتِیْ لَا یَقْدِرُ عَلَیْہِ الْمَخْلُوْقُ فَلَمْ یُخْلِصِ التَّوْحِیْدَ بَعْدُ وَلَا اَفْرَدَہٗ بِالْعِبَادَۃِ ۔[1]

"جو شخص کسی زندہ یا مردہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے کہ وہ اسے مستقل طور پر یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل کر فائدہ یا نقصان دے سکتا ہے یا اس کی طرف متوجہ ہو یا ایسی چیز میں اس کی مدد مانگے، جس پر مخلوق قادر نہیں ہے، تو اس کی توحید خالص نہیں ہے اور نہ ہی وہ صرف اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہے۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تین صورتوں میں شرک لازم آتا ہے:

۱۔ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچانے میں مستقل مانا جائے۔

۲۔ کسی کو مفید یا مضر ہونے میں اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جائے۔

۳۔ ایسے امور میں استعانت کی جائے، جن پر مخلوق کو قدرت نہیں ہے۔

اہل سنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ نفع و نقصان سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مخلوق تو درمیان میں واسطہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر شرک کیسے لازم آگیا۔؟

اس پر نواب وحید الزمان تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس امام (شوکانی) کو دیکھو کہ غیر اللہ کے مفید یا مضر ہونے کے عقیدے کو شرکِ اکبر اس وقت قرار دیتے ہیں۔ جب اسے نفع و ضرر میں مستقل مانا جائے یا اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جائے۔ اسی طرح غیر اللہ کی نداء، اس کی طرف توجہ اور اس سے امداد کا طلب کرنا شرکِ اکبر اس وقت ہو گا، جب یہ استعانت ان امور میں ہو جو مخلوق کی قدرت میں نہیں ہیں۔"

---

[1] وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی، ص ۱۹

Marfat.com

فَعُلِمَ بَدَاهَةً اَنَّ النِّدَاءَ اَوِ التَّوَجُّهَ اَوِ الْاِسْتِغَاثَةَ فِیْ اُمُوْرٍ یَقْدِرُ عَلَیْهَا الْمَخْلُوْقُ اَوِ اعْتِقَادَ النَّفْعِ وَالضَّرِّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَحُکْمِهٖ وَاِرَادَتِهٖ لَیْسَ بِشِرْكٍ اَکْبَرَ [1]

"واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ جو امور مخلوق کی قدرت میں ہیں، ان میں پکارنا، متوجہ ہونا یا مدد مانگنا یا غیر اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اذن، اس کے حکم اور ارادہ سے نفع و ضرر کا اعتقاد کرنا شرک اکبر نہیں ہے۔"

اب مبتدعین زمانہ کو کون سمجھائے کہ انبیاء و اولیاء سے مدد کی درخواست کرنے والا کوئی مسلمان ایسے امور میں استعانت نہیں کرتا جو مخلوق کی قدرت میں نہ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر کسی کو مفید یا مضر جانتا ہے۔

علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں:

وَلَیْسَ الْمُرَادُ نِسْبَةَ النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اِلَی الْخَلْقِ وَالْاِسْتِقْلَالِ بِالْاَفْعَالِ هٰذَا لَا یَقْصُدُهٗ مُسْلِمٌ فَصَرْفُ الْکَلَامِ اِلَیْهِ وَمَنْعُهٗ مِنْ بَابِ التَّلْبِیْسِ فِی الدِّیْنِ وَالتَّشْوِیْشِ عَلٰی عَوَامِ الْمُوَحِّدِیْنَ۔ [2]

"یہ مقصد نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان افعال کے خالق ہیں یا ان میں مستقل ہیں، یہ کسی بھی مسلمان کا مقصد نہیں، لہذا کلام کو اسی مطلب کی طرف پھیرنا اور اسے ممنوع قرار دینا دین میں فریب کاری ہے اور عوام موحدین کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔"

---

[1] وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی، ص ۲۰

[2] تقی الدین السبکی، امام: شفاء السقام، ص ۱۷۵

Marfat.com

نواب وحید الزمان صاحب استغاثہ مذکورہ کے شرک نہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے

تے ہیں :

"صاحب جامع البیان نے اپنی تفسیر کی ابتداء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد طلب کی ہے۔ اگر غیر اللہ سے مطلق استغاثہ شرک ہو تو لازم آئے گا کہ صاحب جامع البیان مشرک ہوں، پھر ان کی تفسیر پر اعتماد کیسے کیا جائے گا؟ حالانکہ تمام اہل حدیث نے ان کی تفسیر کو قبول کیا ہے۔ سید علامہ (صدیق حسن خاں بھوپالی) نے ایک طویل قصیدے میں کہا ہے :

یَاسَیِّدِیْ یَاعُرْوَتِیْ وَوَسِیْلَتِیْ

یَاعُدَّتِیْ فِیْ شِدَّۃٍ وَّرَخَاءٍ

قَدْجِئْتُ بَابَکَ ضَارِعًا مُّتَضَرِّعًا

مُتَاَوِّھًا بِتَنَفُّسِ الصُّعَدَاءِ

مَالِیْ وَرَاءَکَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ

یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ [1]

۱۔ اے میرے آقا! میرے سہارے، میرے وسیلے، سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے!

۲۔ میں آپ کے دروازے پر حاضر ہوا ہوں، اس حال میں کہ میں ذلیل ہوں گڑگڑا رہا ہوں، غم زدہ ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔

۳۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے، جس سے مدد مانگی جائے۔

اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمایئے۔"

اگر یہی اشعار نام بتائے بغیر مبتدعین زمانہ کے سامنے پیش کیے جائیں تو شرک اور

---

[1] وحید الزمان، نواب: حاشیہ ہدیۃ المہدی، ص ۲۰

Marfat.com

کفر سے کم کوئی فتویٰ نہیں لگایا جائے گا، بلکہ جھٹ سے کہا جائے گا کہ یہ قائل شرک میں دورِ جاہلیت کے مشرکوں اور مکہ کے بت پرستوں سے بھی بڑھا ہوا ہے، لیکن جب یہ ظاہر ہوگا کہ یہ تو ہمارے نواب بھوپالی صاحب کا کلام ہے، تو فتوائے شرک عائد کرنے کے لیے ان کے قلم چھوڑ قلم والوں کی سیاہی تک خشک ہو جائے گی۔ خوفِ خدا اور خوفِ آخرت سے محرومیت کی یہ وہ افسوسناک حالت ہے کہ اس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

طرفہ یہ کہ نواب بھوپالی، قاضی شوکانی اور ابن قیم ایسے اپنے بزرگوں سے مدد مانگتے ہیں، جنہیں مرے ہوئے بھی عرصہ ہو چکا ہے، انداز ملاحظہ ہو:

قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے
ابنِ قیم مددے، قاضیٔ شوکاں مددے[1]

اللہ اکبر! اہل سنت و جماعت اگر یا علی، یا غوث کہہ دیں تو ان پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا جاتا ہے اور درجنوں گالیاں دینے کے بعد بھی ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

احسان الٰہی ظہیر لکھتے ہیں:

"بریلویوں کے امتیازی عقائد یہ وہی خرافات ہیں جو مختلف شہروں میں درمیانے درجے کے صوفیوں میں پائے جاتے رہے اور دین کے نام پر بت پرستوں، عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ ملتِ اسلامیہ کے مجددین مختلف ادوار اور علاقوں میں جن کے خلاف جنگ کرتے رہے ہیں، ان میں سے کچھ، دورِ جاہلیت میں بھی موجود تھے۔ قرآن اور حاملِ قرآن نے ان سے جنگ کی، لیکن افسوس کہ وہ عقائد و خرافات بعض لوگوں کے نزدیک اسلام کے لوازم میں سے بن چکے ہیں ——— جیسے غیر اللہ سے استعانت"[2] (ملخصاً)

---

[1] وحید الزمان، نواب: حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۲۳

[2] احسان الٰہی ظہیر، البریلویۃ ص ۵۵

Marfat.com

ہمیں اس فرقے سے شکایت نہیں ہے جو لوگ تمام امتِ مسلمہ کو کافر و مشرک قرار دینے سے بھی نہ شرمائیں۔ وہ اگر ہمیں چنین وچناں کہہ دیں تو کیا عجب؟ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان مغلظات میں سے کچھ حصّہ نواب وحید الزمان، نواب صدیق حسن بھوپالی اور ان کے مقلدین ہیں بھی تقسیم کر دیا جائے کیونکہ اول الذکر غیر اللہ سے استعانت کو جائز قرار دے رہے ہیں اور آخر الذکر تو د استعانت کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ لوگ اپنے فتووں کا رُخ اس طرف نہیں پھیریں گے، کیونکہ شرک و کفر کے فتوے عامۃ المسلمین کے لیے ہیں، اپنوں کے لیے تو نہیں ہیں۔

نواب وحید الزمان صاحب نے اس مسئلے پر مستقل فصل قائم کی ہے کہ جب مخلوق سے ان امور میں مدد مانگنا جائز ہے جو ان کے اختیار میں ہوں، تو کیا انبیاء، شہداء اور صلحاء سے ایسے امور میں امداد مانگی جا سکتی ہے جو ان کی ظاہری) زندگی میں ان سے طلب کیے جاتے تھے، مثلاً اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنا یا اس کے علاوہ۔

اس فصل میں ابن تیمیہ، ابن قیم اور قاضی شوکانی کا مذہب یہ بیان کیا کہ ایسا کرنا ناجائز اور بدعت ہے۔ ابن قیم نے کہا کہ میت کا عمل منقطع ہو چکا ہے اور وہ اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ مدد مانگنے والے کو وہ کیا دے گا؟ دوسرے فریق کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں:

> الا ان المجوزين كالسبكي وابن حجر المكي والقسطلاني وكثير من الشافعية يقولون ان الحي ايضا في ذالك مثل الميت قال الله تعالىٰ قُلْ لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا فكما ان الحي لا يقدر على الاعانة بغير اذن الله ورضائه وقضائه وحكمه وارادته كذالك الميت وانقطاع العمل لا يستلزم عدم العمل فان الملائكة اعمالهم منقطعة ومع ذالك هم يفعلون ما يؤمرون۔

Marfat.com

ورأیت اما منا الحسن بن علی فی المنام صلّٰی بالجماعة وصلّیت خلفہ ثم سألت عنہ کیف تصلّی ھٰھنا مع ان البرزخ لیس بدار العمل فقال نعم لا تجب الصّلوٰة ھٰھنا ولکن الصالحین من عباداللہ یصلون ھٰھنا ایضا تبرعًا وتقربا الی ربھم و تنشیطا لانفسھم۔

ثم تذکرت حدیث النبی رأیت موسٰی یصلّی فی قبرہ والصّلوٰة مشتملة علی الدّعاء وحدیث کأنی انظر الیٰ موسٰی لہ جوار الیٰ ربہ قال الطّیبی لایبعد منھم التقرب الی اللہ بالدعاء فانھم افضل من الشھداء وان کانت الآخرة لیست دار تکلیف۔

فایُّ مانع یمنع من دعاء المیت للزائر مع ان السؤال لیس من الاموات بل من ارواح الصّلحاء والارواح لاتذوق الموت ولا تفنیٰ بل تبقیٰ حساسة مدرکة سیما ارواحِ الانبیاء والشھداء فان حکمھم حکم الاحیاء بنص الکتاب والسنة نعم یجب ان تکون ھذہ الاستعانة والاستغاثة عند قبورھم فانھم حال کونھم احیاء کانوا لا یسمعون من بعید فکیف یسمعون من بعید بعد الموت۔[1]

---

[1] وحید الزمان، نواب : ہدیۃ المہدی، ص ۲۲ - ۲۱

مگر مجوزین جیسے امام سبکی، ابن حجر مکی، قسطلانی اور بہت سے شافعیہ وہ کہتے ہیں کہ اس بات میں زندہ بھی مُردہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا

جس طرح زندہ، اللہ تعالیٰ کے اذن، رضا، ارادہ، حکم اور قدرت کے بغیر امداد نہیں کرسکتا۔ اسی طرح میت بھی ہے، عمل کے منقطع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عمل موجود ہی نہ ہو، کیونکہ فرشتوں کے اعمال منقطع ہیں۔ اس کے باوجود انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، وہ کرتے ہیں۔

میں نے خواب میں حضرت امام حسن ابن علی کو دیکھا۔ انہوں نے جماعت کرائی۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اس جگہ کیسے نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ برزخ دار عمل نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں! اس جگہ نماز واجب نہیں ہے، لیکن اولیاء کرام اس جگہ نفلی طور پر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اپنے رب کی عبادت سے فرحت و نشاط حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

پھر مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آئی کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، نماز بھی دُعا پر مشتمل ہے اور یہ حدیث کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں اور وہ بلند آواز سے تلبیہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ علامہ طیبی نے فرمایا انبیاء کے لیے دُعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا بعید نہیں ہے، کیونکہ وہ شہداء سے افضل ہیں، اگرچہ دارِ آخرت دارِ تکلیف نہیں ہے۔

پس زیارت کرنے والے کے لیے میت کے دُعا کرنے سے کونسا مانع ہے؟ حالانکہ سوال مردوں سے نہیں ہے، بلکہ اولیاء کی روحوں سے ہے اور روحیں موت

Marfat.com

کا ذائقہ نہیں چکھتیں اور نہ ہی فنا ہوتی ہیں، بلکہ ان کا احساس اور ادراک باقی رہتا ہے۔ خصوصاً ارواحِ انبیاء اور شہداء، کیونکہ وہ کتاب و سنت کی نص کے مطابق زندوں کے حکم میں ہیں۔ ہاں یہ استعانت ان کی قبروں کے پاس ہونی ضروری ہے، کیونکہ وہ اپنی زندگی میں دُور سے نہیں سنتے تھے، موت کے بعد کیسے سُنیں گے؟"

اس سے پہلے حدیث شریف گزر چکی ہے جس میں آیا ہے کہ بندہ کثرتِ نوافل سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے اعضاء تجلیاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتے ہیں اور اس حدیث کی شرح میں امام رازی کی یہ تصریح کہ بندہ قرب و بعید کی چیزوں کو دیکھتا اور سنتا ہے، یقیناً مذہبی مادہ پرستوں کے لیے یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس مقام پر فائز کر دے تو اس بندے کیلئے دُور و نزدیک کی چیزوں کا دیکھنا سُننا کچھ مشکل نہیں۔

منکرین کے سامنے جب مخلوق سے استعانت کے جائز ہونے پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے جائیں، تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تو زندہ سے استعانت ہے، اسے تو ہم بھی مانتے ہیں، ہم جو شرک کہتے ہیں، تو مُردہ سے مدد مانگنے کو کہتے ہیں۔ نواب صاحب اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْاَعْجَبُ مِنَ الْاَعْجَبِ مَا فَرَّقَ بَعْضُ اِخْوَانِنَا فِیْ هٰذَا بَیْنَ الْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ وَظَنَّ اَنَّ الْاِسْتِنْصَارَ وَالْاِسْتِغَاثَةَ بِالْاَحْیَاءِ فِیْ اُمُوْرٍ یَقْدِرُ عَلَیْهَا الْعِبَادُ لَیْسَ بِشِرْكٍ وَهُوَ شِرْكٌ بِالْاَمْوَاتِ فِیْ نَفْسِ تِلْكَ الْاُمُوْرِ وَهَلْ هٰذَا اِلَّا سَفْسَطَةٌ ظَاهِرَةٌ فَاِنَّ الْحَیَّ وَالْمَیِّتَ سِیَّانِ فِیْ کَوْنِهِمَا غَیْرَ اللّٰهِ فَغَایَةُ مَا فِی الْبَابِ اَنَّ الْاِسْتِنْصَارَ بِالْاَمْوَاتِ شِرْكٌ بِالْاَحْیَاءِ لَا شِرْكٌ بِاللّٰهِ تَعَالٰی

---

[1] وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی ص ۱۸

Marfat.com

"عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے استعانت میں زندوں اور مُردوں کا فرق کیا ہے اور گمان کیا کہ وہ امور جو بندوں کی قدرت میں ہیں، ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں، البتہ انہی امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے، حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شریک بنانا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کا شریک۔"

یہی عقیدہ امام احمد رضا بریلوی نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

"جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے گا، شرک ہی ہوگا اور ایک کے لیے شرک نہیں، تو وہ کسی کے لیے شرک نہیں ہو سکتا۔ کیا اللہ کا شریک مردے نہیں ہو سکتے زندے ہو سکتے ہیں؟ دُور کے نہیں ہو سکتے، پاس کے ہو سکتے ہیں — انبیاء نہیں ہو سکتے، حکیم ہو سکتے ہیں، انسان نہیں ہو سکتے، فرشتے ہو سکتے ہیں؟ حاشا للہ! اللہ کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔"[1]

اعرابی کا استغاثہ

حضرت عتبی فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی آیا اُس نے کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سُنا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

"اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، تمہارے پاس آئیں، پھر اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول ان کے لیے مغفرت طلب کرے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: برکات الامداد، ص ۲۸

Marfat.com

کرنے والا، مہربان پائیں گے۔"

میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے اور آپ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں، پھر اُس اعرابی نے یہ شعر پڑھے:

؎ یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ
فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اے بہترین وہ ذات کہ اس میدان میں ان کا جسم اطہر مدفون ہے جس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے۔

میری جان اس قبر پر فدا جس میں آپ تشریف فرما ہیں، اس میں پاکدامنی ہے اور اس میں جود و کرم ہے۔

اس کے بعد اعرابی کے چلا گیا۔ عتبی کہتے ہیں مجھے اُونگھ آگئی۔ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا "عتبی! اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔"[1]

امام علامہ شمس الدین محمد بن جزری شافعی یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّتُہٗ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ عوصہ وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ط وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ ط[2]

---

[1] اسماعیل بن کثیر القرشی، تفسیر ابن کثیر (دار احیاء الکتب العربیۃ، مصر) ج ۱، ص ۵۲۰

[2] محمد بن محمد جزری، امام، الحصن الحصین، (مصطفیٰ البابی حلبی، مصر) ص ۲۲

Marfat.com

"جب کسی آدمی کی سواری گم ہو جائے، تو ندا کرے، اے اللہ کے بندو امداد کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے (مسند ابی عوانہ، مصنف ابن ابی شیبہ)

اور اگر امداد چاہے، تو کہے اے اللہ کے بندو میری امداد کرو (تین بار اس طرح کہے) یہ عمل مجرب ہے (معجم کبیر، امام طبرانی)

یاد رہے کہ حصن حصین دعاؤں کا وہ مجموعہ ہے جو علامہ جزری نے احادیث صحیحہ سے منتخب کیا ہے، وہ خود فرماتے ہیں:

وَاَخْرَجْتُہٗ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ[1]

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے مذہب کے مطابق لازم آئے گا کہ معاذاللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرک کی تعلیم دی ہو اور ائمۂ دین شرک کی تعلیم دیتے رہے ہوں۔

تحریفِ معنوی

کافروں کے بارے میں وارد آیات مومنوں پر، اور بتوں سے متعلق آیات انبیاء پر چسپاں کرنا مشرکین اور خوارج کا وطیرہ رہا ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا[2]

"اس کے سبب بہت لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔"

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے مطالب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیے کامیاب ہوئے۔ مشرکین، منافقین اور خوارج نے اپنی عقل کو امام بنایا، گمراہی کے گڑھے ان کا مقدر ہوئے

---

[1] محمد بن محمد جزری، امام، الحصن الحصین، ص ۲

[2] پ ۱ البقرۃ ۲، آیت ۲۶

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ ط [1]

بیشک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو، سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

"جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ میں سے ابن زبعری نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ کے سوا تو فرشتوں، حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور حضرت مریم کی بھی عبادت کی جاتی ہے، لہذا وہ بھی جہنم بھی جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔" [2]

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ہ [3]

"بے شک وہ جن کے لیے ہمارا بھلائی کا وعدہ ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔"

اس کو اتنا بھی احساس نہ ہوا کہ وَمَا تَعْبُدُوْنَ میں لفظ مَا لایا گیا ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے، اس میں فرشتے اور انبیاء کیسے داخل ہوں گے؟

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں:

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا

---

[1] پ ۱۷ الانبیاء ۲۱، آیت ۹۸

[2] محمد بن علی شوکانی: تفسیر فتح القدیر ج ۳، ص ۴۲۹

[3] پ ۱۷، الانبیاء ۲۱، آیت ۱۰۱

Marfat.com

علی المؤمنین [1]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو تمام مخلوقِ خدا سے زیادہ شریر قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے، انہوں نے کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات مومنوں پر چسپاں کر دی ہیں۔"

احسان الٰہی ظہیر نے بھی کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات، مسلمانوں پر اور ...وں کے بارے میں وارد آیات انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کر کے یہ ناکام تاثر دینے کی کوشش ...ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کسی کی امداد نہیں کر سکتے اور ان سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔ اب ...ظہیر صاحب ہی بتائیں گے کہ انہوں نے یہ کرتب مشرکینِ مکہ سے سیکھا ہے یا خوارج سے؟

ایک آیت یہ پیش کی ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ [2]

قاضی شوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هٰذَا اَمْرٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِاَنْ يَّقُوْلَ لِكُفَّارِ قُرَيْشٍ اَوْ لِلْكُفَّارِ عَلَى الْاِطْلَاقِ۔ [3]

"یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہے کہ کفارِ قریش کو فرمائیں یا مطلق کافروں کو۔"

دوسری آیت یہ پیش کی ہے:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

---

[1] محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح بخاری (نور محمد، کراچی) ج ۲، ص ۱۰۲۴)

[2] پ ۲۲ السبا ۳۴ آیت ۱۲

[3] محمد بن علی الشوکانی: تفسیر فتح القدیر ج ۴، ص ۳۲۴

Marfat.com

دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ[1]

اس آیت کی تفسیر میں قاضی شوکانی نے کہا:

لا یسمعوا دعاءکم لکونہا جمادات لا تدرک شیئاً من المدرکات (الیٰ ان قال) ویجوز ان یرجع (والذین تدعون من دونہ) وما بعدہ الی من یعقل ممن عبدھم الکفار وھم الملائکۃ والجن والشیاطین[2]

"لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ وہ تمہاری دعا کو نہیں سنیں گے، کیونکہ وہ پتھر ہیں اور کسی بھی چیز کا ادراک نہیں کرتے اور جائز ہے کہ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اور اس کے مابعد سے مراد وہ عقل والے ہوں جن کی کافروں نے عبادت کی اور وہ ہیں ملائکہ، جن اور شیاطین۔

غور فرمائیے قاضی شوکانی جس آیت کو بتوں اور شیطانوں کے حق میں وارد قرار دیتے ہیں۔ ظہیر صاحب محض سینہ زوری سے اس آیت کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنے پر مُصر ہیں۔

پھر اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ" یعنی معبودانِ باطلہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے، جبکہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہلِ محشر کی درخواست پر فرمائیں گے: اَنَا لَهَا[3] میں اس شفاعت کے لیے ہوں۔ لہٰذا یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ یہ آیت انبیاء و اولیاء کو بھی شامل ہے۔ یہ صرف بتوں اور معبودانِ باطلہ کے بارے میں ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مانا جاتا ہے۔ الحمد للہ! کہ انبیاء و اولیاء کو کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں مانتا۔

---

[1] پ ۲۲ فاطر ۳۵ آیت ۱۳

[2] محمد بن علی الشوکانی: تفسیر فتح القدیر ج ۴، ص ۳۴۳

[3] مُسلم بن الحجاج القشیری: صحیح مُسلم، ج ۱، ص ۱۱۰

Marfat.com

اسی طرح باقی پیش کردہ آیات بھی بتوں اور معبودانِ باطلہ کے بارے میں ہیں، انہیں
ت مسئلہ میں پیش کرنا خوش فہمی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ایک آیت یہ بھی پیش کی ہے:

اَفَرَأَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ
بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ
هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ [1]

اتنا غور کرنے کی زحمت ہی نہیں کی کہ اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر
کرنا چاہے، یا کسی کو رحمت دینا چاہے تو خود ساختہ معبود اسے روک نہیں سکتے۔ اس
کو معاذ اللہ! انبیاء و اولیاء پر کسی طرح بھی منطبق نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ کوئی جاہل سے
مسلمان بھی یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے، اللہ تعالیٰ کے مدِ مقابل ہیں
اللہ تعالیٰ کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا ارادہ اور فیصلہ فرمائے، تو یہ حضرات اسے روک
ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضرات محبوبیت کے اس مقام پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ
درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے اور ان کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔

ایک آیت یہ بھی پیش کی ہے:

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا
شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا [2]

کیا ان لوگوں کی غیرتِ ایمانی بالکل مر چکی ہے کہ اس قسم کی آیات انبیاء و اولیاء کے لیے
رہے ہیں؟ کیا شیطانِ مرید ایسے الفاظ انبیاء و اولیاء کے لیے استعمال کرتے ہوئے
تعالیٰ کے قہر و غضب کا کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا؟ کیا ان لوگوں نے یہ یقین کر لیا ہے کہ

---

[1] پ ۲۳، الزمر ۳۹ آیت ۳۸

[2] پ ۵ النساء ۴ آیت ۱۱۸

Marfat.com

قیامت کبھی نہیں آئے گی؟

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے بھی استدلال کیا ہے اور منکرینِ استعانت، بڑے تواتر سے اس آیت کو پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس آیت کو عموم پر رکھا جائے، تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بھی مدد مانگنا جائز نہ ہو، نہ زندہ سے، نہ مُردہ سے، نہ قریب سے، نہ بعید سے، نہ طبیب سے، نہ پولیس سے، نہ سعودیہ سے، نہ امریکہ سے، غرضیکہ کسی سے بھی امداد مانگنا شرک ہوگا۔

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

قال الشوکانی من اصحابنا لا خلاف فی جواز الاستعانۃ بالمخلوق فی ما یقدر علیہ اما ما لا یقدر علیہ الا اللہ فلا یستعان ولا یستغاث فیہ الا بہ وھو المراد فی قولہ ایاک نستعین وبھذا ظھر ان من اصحابنا من زعم ان مطلق الاستعانۃ والاستغاثۃ بغیر اللہ شرک فقد غلا وتجاوز الحد نعوذ باللہ من الغلو والافراط۔ [1]

"ہمارے اصحاب میں سے شوکانی نے کہا کہ جو چیز مخلوق کی قدرت میں ہو، اس میں استعانت کے جائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں، اس میں صرف اسی سے استعانت کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے بھی یہی مراد ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے بھی یہ کہا ہے کہ غیر اللہ سے استعانت مطلقاً شرک ہے، تو اس نے غلو سے کام لیا ہے اور حد سے تجاوز کیا ہے۔"

---

[1] وحید الزمان، نواب: ہدیۃ المہدی، ص ۱۹

Marfat.com

اور جب یہ طے ہے کہ یہ آیت اپنے عموم پر نہیں ہے، تو پھر اس میں وہی تخصیص کی جائے گی جو سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بیان کی ہے کہ مخلوق کو مستقل جان کر استعانت حرام ہے اور مظہرِ عونِ الٰہی جان کر استعانت کی تو یہ نہ صرف جائز ہے ـــ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ اب بتایئے انبیاء و اولیاء سے استعانت اس آیہ مبارکہ کے کیسے مخالف ہوئی ؟

مبتدعین زمانہ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں:

"مشرکین بحری سفر میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے، جبکہ یہ لوگ (اہل سنت و جماعت) ہر سفر میں بری ہو یا بحری غیر اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔"[1]

حالانکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصریح کے مطابق جب انبیاء و اولیاء کو مظہرِ عونِ الٰہی مانا تو ان سے استعانت اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے، اس لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اہل سنت ہر جگہ بحر و بر میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، لیکن ان ہستیوں کے وسیلے سے جو اللہ تعالیٰ کی محبوب ہیں۔ بخلاف مشرکین کے کہ وہ غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور جب عین منجدھار میں دیکھا کہ غیر اللہ کی مدد نہیں پہنچی تو اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے ہیں۔ اہل سنت کا اعتماد ہر جگہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے غیر پر نہیں۔

نواب وحید الزمان ایک سوال قائم کرکے اس کا جواب دیتے ہیں:

لایقال ان السؤال عن الصنم او الوثن شرک مطلقا ولو سأل عنهم ما یسأل عن الناس الاحیاء لانا نقول للصنم والوثن حکم آخر حیث امر الله بالاجتناب عنهما وامر بکسرهما واحراقهما فالسائل عنهما ولو

---

[1] احسان الٰہی ظہیر، البریلویۃ، ص ۸۴

سأل ما يسأل من الاحياء كانه معظم لهما وقد قدمنا ان ادنى التعظيم لما يعبده المشركون غير الملائكة والانبياء والصلحاء من عباد الله والشعائر التى بقيت حرمتها فى ديننا كفر وارواح الانبياء والاولياء ليست من قبيل الاصنام والاوثان بل هى من جنس الملائكة او اشرف منها فتقاس على الملائكة لا على الاصنام والاوثان التى هى رجس [1]

"سوال: بُت یا وثن سے سوال کرنا مطلقاً شرک ہے، اگرچہ وہ چیز مانگی جائے جو زندوں سے مانگی جاتی ہے (پھر تم کیسے کہتے ہو کہ جو چیز زندگی میں مانگی جا سکتی ہے وہ انبیاء واولیاء کی روحوں سے بھی مانگی جا سکتی ہے؟)

جواب: صنم اور وثن کا حکم الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اجتناب اور انہیں توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا ہے اگرچہ وہ چیز مانگے جو زندوں سے مانگی جاتی ہے، وہ ان کی تعظیم کرتا ہے اور ہم اس سے پہلے بتا چکے ہیں کہ ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور وہ شعائر جن کی عزت ہمارے دین میں باقی ہے۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کی مشرک عبادت کرتے ہیں، ان کی معمولی تعظیم بھی کفر ہے۔ انبیاء واولیاء کی روحیں، اصنام اور اوثان کے قبیلے سے نہیں ہیں، بلکہ یہ ملائکہ کے قبیلے سے ہیں یا ان سے اعلیٰ ہیں، لہٰذا ان ارواح کو فرشتوں پر قیاس کیا جائے گا نہ کہ اصنام و اوثان پر جو سراپا نجاست ہیں۔"

---

[1] وحید الزماں، نواب: ہدیۃ المہدی، ص ۲۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توسُّل

لُغت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا توسُّل کہلاتا ہے۔ شرعی طور
یسی چیز کو دُعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو توسّل ہے
رگاہِ الٰہی میں اعمالِ صالحہ اور ذواتِ صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں، لہٰذا دونوں کو
سیلہ بنایا جاسکتا ہے۔

قطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما
ے ایک شخص نے پوچھا: "توسّل کے جواز پر کیا دلیل ہے؟" انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ[1]

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو"

اس شخص نے کہا کہ آیت میں تو وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا:
مارے اعمال مقبول ہیں یا مردود؟ اُس نے کہا "مجھے کیا معلوم"۔ حضرت نے فرمایا:
ضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا نہیں؟ اُس نے
یا یقیناً مقبول ہیں۔ آپ نے فرمایا: "جب اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے جن کی
بولیت مشکوک ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ کیوں نہیں بنا سکتے جو یقیناً مقبول
یں۔"

---

[1] القرآن: پ ۶ المائدۃ ۵ آیت ۳۵

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال اور ذوات کو وسیلہ بنانا

ترمذی شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انزل اللہ علی امانین وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون[۱]

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دو تحفظ نازل فرمائے ہیں،

(۱) وَمَا کَانَ اللہُ لیعذبھم وانت فیھم (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا، جب تک اے حبیب! تم ان میں موجود ہو۔)

(۲) وَمَا کَانَ اللہ معذبھم وھم یستغفرون (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں، جب تک وہ استغفار کرتے ہیں

پہلی آیت میں عذاب سے محفوظ رہنے کا وسیلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو اور دوسری آیت میں عمل استغفار کو قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ رواہ مسلم[۲]

"بہت پراگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے واپس کر دیا جاتا ہے اگر قسم دے کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے (مسلم شریف)

حضرت مصعب ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] محمد بن عیسیٰ ترمذی، امام: ترمذی شریف، ابواب التفسیر۔ ص ۴۳۹

[۲] شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ شریف (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) ص ۴۴۶

Marfat.com

هل تنصرون و ترزقون الا بضعفائکم[1] (رواہ البخاری)

"

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا،

الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلمامات رجل ابدل اللّٰہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداد ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔[2]

"ابدال شام ہی میں ہوں گے۔ یہ چالیس مرد ہوں گے، ان میں سے ایک جب فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دے گا ان کی برکت سے بارش دی جائے گی۔ ان کے وسیلے سے دشمنوں پر مدد طلب کی جائے گی اور ان کی بدولت اہلِ شام سے عذاب دفع کیا جائے گا۔"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سیدِ عالم رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون او تنصرون بضعفائکم (رواہ ابوداؤد)[3]

"تم اپنے ضعیفوں میں میری رضا طلب کرو، کیونکہ تمہیں ضعیفوں کی بدولت رزق ہی دیا جاتا ہے یا فرمایا کہ تمہیں امداد دی جاتی ہے۔"

---

[1] شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۶

[2] ایضاً " ص ۳-۵۸۲

[3] ایضاً " (باب فضل الفقراء) ص ۴۴۷

Marfat.com

ایک تو وہ ضعیف ہیں جو ناداری کا شکار ہیں۔ دوسرے وہ جو عبادت و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے لاغر و نزار ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ (اولیاء کرام) وسیلۂ نصرت و رحمت بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت امیّہ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے راوی ہیں:

انہٗ کان یستفتح بصعالیک المھاجرین رواہ فی شرح السنۃ[1]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دُعا مانگا کرتے تھے۔"

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وقال ابن الملک بان یقول اللھم انصرنا علی الاعداء بحق عبادک الفقراء المھاجرین[2]

"ابن الملک فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگتے تھے: اے اللہ اپنے فقیر اور مہاجر بندوں کے طفیل ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں۔ فقراء، مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث ہرگز یہ نہیں کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں، بلکہ شکستہ خاطر اور ستم رسیدہ صحابۂ مہاجرین کی عزت افزائی ہے اور امتِ مسلمہ کو یہ بتانا ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو۔ سبحان اللہ! جس ذاتِ اقدس کے غلاموں سے توسّل کیا جا سکتا ہے۔ خود اس ذاتِ مکرم سے توسّل کیوں جائز نہ ہوگا؟

---

[1] شیخ ولی الدین، امام: مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۷

[2] علی بن سُلطان محمد القاری: مرقاۃ المفاتیح (مکتبہ امدادیہ، ملتان) ج ۱۰، ص ۱۳

Marfat.com

اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ بارگاہِ الٰہی میں صرف اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ مقبولِ بارگاہ صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

سیدِ عالم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسُّل

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے، ولادتِ مبارکہ کے بعد، حیاتِ طیّبہ ظاہرہ میں، وصال کے بعد عالم برزخ کی مدت میں اور میدانِ قیامت میں جائز اور واقع ہے۔[1]

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:

لاسبیل الی السعادۃ والفلاح لا فی الدنیا ولا فی الاخرۃ الا علی ایدی الرسل ولا ینال رضاء اللہ البتۃ الا علی ایدیھم[2]

"دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رسولانِ گرامی کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی بدولت میسر آسکتی ہے۔"

ولادت باسعادت سے پہلے توسُّل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اقترف اٰدم الخطیئۃ قال یارب اسألك بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا اٰدم وکیف عرفت محمدًا ولم اخلقہ؟ قال یارب لما خلقتنی بیدك ونفخت فیّ من روحك رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش

---

[1] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار (المطبعۃ الشرفیہ مصر) ص ۵۹

[2] ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد ج ۱ ص ۲۸

Marfat.com

مکتوبًا لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ فعلمتُ انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ صدقت یا ادم انہ لاحب الخلق الیّ اُدعُنی بحقہ فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك ھٰذا حدیث صحیح الاسناد [1]

" جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی، تو انہوں نے دُعا مانگی اے میرے رب! میں تجھ سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تم نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا، حالانکہ میں نے انہیں ابھی پیدا ابھی نہیں کیا، عرض کیا، میرے رب! جب تو نے میرا جسم اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور میرے اندر روحِ خاص پھونکی، تو میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ لکھا ہوا ہے میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس ہستی کا نام لکھا ہوا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آدم! تو نے سچ کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے ان کے وسیلے سے دعا مانگو، میں نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ اگر محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے، تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔"

اہلِ کتاب حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے وسیلے سے فتح و ظفر کی دُعائیں مانگا کرتے تھے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔

علامہ ابن القیّم لکھتے ہیں،

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کانت یہود خیبر تقاتل غطفان فلمّا التقوا ھزمت یہود خیبر فعاذت الیہود

[1] الحاکم النیشا بوری : المستدرک، کتاب التاریخ (دار الفکر، بیروت) ج ۲، ص ۶۱۵

Marfat.com

بہٰذا الدعاء فقالت : اللّٰھم انا نسألك بحق محمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی آخر الزمان الا نصرتنا علیھم قال فکانوا اذا التقوا دعوا بہٰذا الدعاء فھزموا غطفان فلما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفروا بہ فانزل اللہ عزوجل وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا یعنی بك یا محمد[۱]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کے ساتھ حالتِ جنگ میں رہتے تھے۔ ایک مقابلے میں یہودی شکست کھا گئے، تو انہوں نے یہ دُعا مانگی "اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دُعا مانگتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانے میں ہمارے پاس بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، تو ہمیں غطفان کے خلاف ہماری مدد فرما" اب وہ مقابلے کے وقت یہ دُعا مانگتے تھے، چنانچہ انہوں نے غطفان کو شکست دے دی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ یہودی اس سے پہلے کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ یعنی اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے وسیلے سے۔

حیات ظاہرہ میں توسل

امام طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۱] محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) : ہدایۃ الحیاریٰ فی اجوبۃ الیہود والنصاریٰ (الجامع الفرید) ص ۹۳

Marfat.com

سے راوی ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال پر حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید، حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور ایک سیاہ فام غلام کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب لحد تک پہنچے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس لحد کھودی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب فارغ ہوئے تو اس قبر میں لیٹ گئے، پھر یہ دعا مانگی:

اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت، اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین۔[1]

"اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے، اس کے لیے موت نہیں میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔ اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے طفیل اس کی قبر کو وسیع فرما۔ بیشک تو سب سے بڑا رحم والا ہے۔"

اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں اور دیگر انبیاء کے وصال کے بعد بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ پیش کرنا ثابت ہے۔

علامہ نورالدین سمہودی فرماتے ہیں:

وقد یکون التوسل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطلب ذالک الامر بمعنی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قادر علی التسبب فیہ بسؤالہ وشفاعتہ الی ربہ فیعود الی طلب دعائہ وان اختلفت العبارۃ ومنہ قول القائل لہ اسألک مرافقتک فی الجنۃ الحدیث و

---

[1] نورالدین علی بن احمد السمہودی (م ۹۱۱ھ) وفاء الوفا (داراحیاء التراث العربی، بیروت) ج ۳، ص ۸۹۹

Marfat.com

لا یقصد بہ الا کون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبباً وشافعاً۔[1]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک چیز آپ سے طلب کی جاتی ہے، مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں دُعا شفاعت کے ذریعے سبب بننے پر قادر ہیں۔ اس کا مآل یہ ہوگا کہ آپ سے دُعا کی درخواست ہے، اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اسی قسم سے صحابی (حضرت ربیعہ) کی درخواست ہے: اسألك مرافقتك فی الجنۃ (الحدیث) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس مقصد کے لیے سبب اور سفارشی بنیں۔"

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

وانك ادنی المرسلین وسیلۃ
الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطایب
وکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعۃ
بمغن فتیلا عن سواد بن قارب

"طیب و مکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں۔
آپ اس دن میرے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہیں کرسکے گا۔"[2]

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپسی پر جعرانہ تشریف فرما ہوئے اُس وقت قبیلۂ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ ہزار قیدی آپ کے ہمراہ تھے۔

---

[1] نور الدین علی بن احمد السمہودی، وفاء الوفا ج ۴، ص ۵-۱۳۷۴

[2] عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب النجدی، مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ سلفیہ لاہور) ص ۶۹

Marfat.com

اونٹوں، بکریوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر حاضرِ بارگاہ ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کر لو۔ انہوں نے عرض کیا، ہمیں قیدی محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا: جو قیدی میرے ہیں یا بنو عبد المطلب کے ہیں، وہ تمہارے ہیں۔ باقی جو تقسیم ہو چکے ہیں، ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کرو:

واذا ما انا صلیت الظہر بالناس فقوموا فقولوا اِنا نستشفع برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی المسلمین و بالمسلمین الی رسول اللہ فی أبائنا ونسائنا فسأعطیکم عند ذالک واسأل لکم[1]

"جب میں لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ لوں، تو تم کھڑے ہو کر کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت فرمائیں اور مسلمان ہماری شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں۔ ہمارے بیٹوں اور عورتوں کے حق میں، تو میں تمہیں اس وقت عطا کر دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اکثر صحابہ نے عرض کیا جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ حضور کا ہے۔ باقی صحابہ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے، پہلے مالِ غنیمت سے چھ اونٹنیاں دی جائیں گی، اس طرح ہوازن کو تمام قیدی مل گئے۔

اسی موقع پر حضرت زہیر بن صُرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) نے عرض کیا:

اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ
فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَ نَنْتَظِرُ[2]

---

[1] عبد الملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویہ (مع الروض الانف) مکتبہ فاروقیہ ملتان) ج ۲ ص ۲۰۶

[2] عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلی: الروض الانف (مکتبہ فاروقیہ۔ ملتان) ج ۲ ص ۳۰۶

Marfat.com

"یارسول اللہ! ہم پر احسان اور کرم فرمائیں۔ آپ وہ انسان ہیں، جن کے احسان کی ہم توقع رکھتے ہیں اور منتظر ہیں۔"

قبیلۂ بنو بکر اور خزاعہ کی جنگ اسلام سے پہلے چلی آ رہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بنو بکر، قریش کے حلیف بن گئے اور خزاعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، بنو بکر نے صلح کا یہ موقع غنیمت جانا اور قریش کی مدد سے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کی، عمرو بن سالم خزاعی چالیس افراد کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد حاصل کرنے کے لیے مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔

امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں؛

انها سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول فى متوضئه ليلا: لبّيك لبّيك (ثلاثا) نُصِرتَ نُصِرتَ (ثلاثا) قلت يارسول الله سمعتك تقول فى متوضئك لبيك لبيك ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا كانك تكلم انسانا فهل كان معك احد؟ فقال هذا راجز بنى كعب يستصرخنى ويزعم ان قريشا اعانت عليهم بنى بكر (الىٰ ان قالت) قالت فاقمنا ثلاثا ثم صلى الصبح بالناس، فسمعت الراجز ينشده۔ [1]

"انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو خانے میں تین مرتبہ لبیک کہی اور تین مرتبہ نُصِرتَ (تمہاری امداد کی گئی) فرمایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نُصِرتَ

[1] شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب النجدی: مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ سلفیہ، لاہور) ص ۳۳۳

Marfat.com

فرماتے ہوئے سُنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں، کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے۔ تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی، تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا"

یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہِ رسالت میں فریاد کی! اور ان کی فریاد سُنی گئی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ میرے لیے بینائی کی دُعا فرمائی جائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دُعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دُعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دُعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ انی اسئلك واتوجه اليك بمحمد نبیّ الرحمۃ یا محمّد انی توجهت بك الیٰ ربّی فی حاجتی ھٰذہ لتقضیٰ اللّٰھمّ شفعہ فِیَّ۔[1]

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ پوری کر دی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔"

---

[1] ابو عبد اللہ الحاکم النیسا بوری، المستدرک (دار الفکر، بیروت) ج ۱، ص ۵۱۹

Marfat.com

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابھی ہم وہیں بیٹھے تھے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ
حب تشریف لائے، ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی تکلیف
ئی ہی نہ تھی۔

اہل مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے، تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت
۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے اور بارش کی دُعا کی تھوڑی
گزری تھی کہ زوردار بارش شروع ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضر ہو کر شکایت
ہ ہم توڈوب جائیں گے۔ آپ نے دُعا کی اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو۔
ناچہ بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا، جیسے تاج ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ے فرمایا:

لو ادرك ابوطالب هذا اليوم لسرّه فقال له بعض
اصحابه يا رسول الله! اردت لقوله ؎

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للارامل

فقال اجل! [1]

"اگر ابوطالب اس دن کو پاتے، تو انہیں خوشی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض
کیا حضور! آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے:

گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی
جاتی ہے۔ یتیموں اور ناداروں کے ملجا و ماویٰ!

فرمایا: ہاں!"

---

[1] ابن ہشام: السیرۃ النبویہ (مع الروض الانف) ج ۱، ص ۱۷۹

Marfat.com

وصال کے بعد توسّل

امام قسطلانی، ابن منیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی، تو روتے ہوتے حاضر ہوئے اور چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے:

ولو ان موتك كان اختيارا لجدنا لموتك بالنفوس
اذكرنا يا محمد عند ربك ولنكن من بالك۔ [۱]

"اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ حضور! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ہمارا خیال ضرور رکھنا۔"

ایک صاحب کسی مقصد کے لیے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے، لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دُعا مانگو: اللّٰھمّ انی اسئلك الخ

انہوں نے یہ عمل کیا نہ صرف حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی اور انہوں نے ان کی حاجت پوری کر دی، بلکہ فرمایا: جب کوئی کام ہو تو میرے پاس آجانا۔ یہ صاحب واپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے میرا کام ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سفارش بالکل نہیں کی۔ میں نے تو تمہیں وہ عمل بتایا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمایا تھا۔ (ملخصاً) [۲]

---

[۱] احمد بن محمد القسطلانی، امام: (م ۹۲۳ھ) مواہب لدنیہ (مع شرح الزرقانی) ج ۸، ص ۳۲۲

[۲] الطبرانی، امام: المعجم الصغیر ص ۱۰۳

Marfat.com

حضرت مالک الدار (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن) راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قحط واقع ہوگیا۔ ایک صاحب (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی) حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے مزارِ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی:

یارسول اللہ استسق لامتك فانهم قد هلکوا

"یارسول اللہ! اپنی امّت کے لیے بارش کی دُعا فرمایئے کیونکہ وہ لوگ ہلاک ہوئے جارہے ہیں۔"

قال فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وقال ائت عمر فمره ان یستسقی للناس فانهم سیسقون وقل له علیك الکیس الکیس فاتی الرجل عمر فاخبره قال فبکی عمر وقال یارب ما آلوا الا ما عجزت عنه[1]

"خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، عمر کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لیے بارش کی دُعا کریں، انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہو کہ احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا حضرت عمر رو دیے۔ اور کہا یا اللہ! میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا۔"

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ١٨ھ میں پھر قحط واقع ہوا، جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُن کی قوم بنو مزینہ نے کہا ہم مرے جارہے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے۔ فرمایا: بکریوں میں کچھ نہیں رہا۔ اصرار بڑھا تو انہوں نے بکری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اتاری تو نیچے سے سُرخ ہڈی نکلی

---

[1] ابن عبدالبر النمری القرطبی، الاستیعاب (دار صادر، بیروت) ج ٢، ص ٤٦٤

Marfat.com

یہ دیکھ کر حضرت بلال مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریاد کی :

فنادیٰ یا محمداہ فلما امسیٰ فاریٰ فی المنام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ ابشر بالحیاۃ[1]

"اور پکارا یا محمداہ۔ رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو۔"

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ بہت شدید تھا۔ ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے یہ حالت دیکھی :

نادیٰ بشعار المسلمین وکان شعارھم یومئذٍ یا محمداہ[2]

"تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ندا کی، اس دن مسلمانوں کی علامت تھی یا محمداہ!"

حضرت ابوعبیدہ ابن عامر الجراح نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ حلب کا جائزہ لینے کے لیے روانہ کیا۔ جب وہ حلب کے قریب پہنچے تو یوقنا پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑے، اتنے میں پیچھے چھپے ہوئے پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورتِ حال نے مسلمانوں کو بے حد پریشان کر دیا۔ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا تھامے ہوئے بلند آواز سے پکارا :

---

[1] حافظ ابن کثیر : البدایۃ والنہایہ (مکتبۃ المعارف، بیروت) ج ۷، ص ۹۱

[2] ایضاً : " " "

Marfat.com

یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ انزل[1]

"یا محمد (دوبار) اے اللہ کی امداد، نزول فرما"

مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے اور کمال ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔

فتح بہنسا کے موقع پر ایک دفعہ جب رات بھر جنگ ہوتی رہی، اُس وقت مسلمانوں کا شعار (علامتی نشان) تھا۔

یا محمد! یا محمد! یا نصر اللہ انزل[2]

ابوالجوزاء حضرت اوس بن عبداللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ اہلِ مدینہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

اُنظروا قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوًا الی السماء حتی لا یکون بینہ وبین السماء سقف قال ففعلوا فمطروا مطرا حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق[3]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک کو دیکھو اور آسمان کی طرف اس کا روشن دان کھول دو تاکہ اس کے اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ اگا، اونٹ موٹے ہو گئے اور چربی کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ چنانچہ اس سال کا نام ہی عام الفتق رکھ دیا گیا۔"

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا

---

1. محمد بن عمر الواقدی: فتوح الشام (مصطفیٰ البابی، مصر ۱۹۳۴ء)، ج ۱، ص ۱۹۶
2. ایضاً: " " " " ج ۲، ص ۲۱۸
3. سنن دارمی [illegible] ج ۱، ص ۴۳

فقال له رجل : اذكر احبّ الناس اليك فقال
يا محمد ! صلی اللہ علیہ وسلم فکأنما انشط من عقال[1]

"ایک شخص نے انہیں کہا: اُس ہستی کو یاد کرو، جو تمہیں تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو، انہوں نے کہا: یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اسی وقت چنگے بھلے ہو گئے، گویا قید سے آزاد کر دیئے گئے ہوں۔"

"اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سو گیا، تو آپ نے اسے فرمایا: "اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں سب انسانوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔ اس نے کہا: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اس کا پاؤں صحیح ہو گیا۔"[2]

"ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بصرہ میں اپنے جانور کھیتی میں چرائے، انہیں طلب کرنے کے لیے حضرت موسیٰ اشعری (حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہما) کی طرف سے) بھیجے گئے۔ بنو عامر نے بلند آواز سے اپنی قوم آل عامر کو بلایا تو حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اپنے رشتہ داروں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے، انہیں حضرت ابوموسیٰ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: آپ کیوں نکلے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تازیانے لگائے۔ اس پر حضرت نابغہ (صحابی) رضی اللہ عنہ نے کہا ؎

فان تک لابن عفان امینا ۔۔۔ فلم یبعث بک البرّ الامینا
ویا قبر النبی وصاحبیہ ۔۔۔ الا یا غوثنا لو تسمعونا[3]

---

[1] ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، امام: الاذکار (مصطفیٰ البابی الحلبی مصر) ص ۲۷۱

[2] ایضاً " " " " ص ۲۷۱

[3] ابن عبد البر النمری القرطبی (م ۴۶۳ھ) الاستیعاب علی الاصابہ (دار صادر بیروت) ج ۳، ص ۵۸۶

Marfat.com

"اگر تو ابن عفان کا امین ہے، تو انہوں نے تجھے احسان کرنے والا امین بنا کر نہیں بھیجا!"

"اے نبی اور ان کے دو صاحبوں کی قبر! اے ہمارے فریاد رس!

کاش آپ ہماری فریاد سُن لیں!"

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حراست میں میدانِ جنگ سے گزریں تو بے ساختہ فریاد کی:

یا محمداہ! یا محمداہ صلی علیك اللّٰہ وملك السماء هٰذا حسین بالعراء مزمل بالدماء مقطع الاعضاء یا محمداہ! وبناتك سبایا وذریتك مقتلة تسفی علیها الصبا — قال فابکت کل عدو وصدیق۔[1]

"اے بہت ہی تعریف کیے ہوئے! امداد (دو مرتبہ) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں، یہ حسین میدان میں ہیں، خون میں نہائے ہوئے، اعضاء کٹے ہوئے۔ یا محمد! امداد، آپ کی بیٹیاں حراست میں ہیں، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی۔ بادِ صبا ان پر مٹی اڑا رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں ان کی پُرسوز فریاد نے ہر اپنے اور بیگانے کو رُلا دیا۔

امتِ مُسلمہ ——— اور توسّل

اجماعِ صحابہ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارش کی دُعا اس طرح مانگا کرتے تھے۔

---

[1] ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ (مکتبۃ المعارف، بیروت) ج ۸، ص ۱۹۳

Marfat.com

عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا ستسقیٰ بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون۔[1]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلے سے بارش کی دُعا کرتے اور عرض کرتے بارِ الٰہا! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے محترم چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما، تو انہیں بارش عطا کر دی جاتی۔"

ابن تیمیہ اور ان کے مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وصال کے بعد توسل جائز نہیں، یہ کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

۱۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بارگاہِ الٰہی میں صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا ہی جائز نہیں، بلکہ ذوات صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے، کیونکہ یہ دُعا صحابۂ کرام کے اجتماع میں مانگی گئی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا، جبکہ تمہیں اس سے انکار ہے۔

۲۔ اگرچہ حضرت عباس وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ خود اُن کا وسیلہ بھی پیش کیا جا سکتا تھا، لیکن حضرت عمر فاروق نے یوں عرض کیا کہ یا اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، تو دراصل یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ ہے۔

---

[1] محمد بن اسماعیل البخاری، امام: صحیح البخاری (نور محمد، کراچی) ج ۱، ص ۱۳۷

Marfat.com

علامہ بدرالدین عینی کی نقل کردہ روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دُعا مانگی۔ پھر حضرت عباس نے جو اُن کے ساتھ منبر پر تشریف فرما تھے۔ ان الفاظ میں دُعا کی :

اللّٰھمّ لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبۃ وقد توجہ بی القوم الیک لمکانی من نبیّک۔ [1]

"اے اللہ! بلاء گناہوں کے سبب ہی نازل ہوتی ہے اور توبہ ہی سے دور ہوتی ہے۔ یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ میرا تیرے نبی سے تعلق ہے۔"

حافظ ابن عبدالبر، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں :

وروینا من وجوہ عن عمر انہ خرج یستسقی وخرج معہ بالعباس فقال اللّٰھم انا نتقرب الیک بعم نبیّک صلّی اللہ علیہ وسلّم ونستشفع بہ فاحفظ فیہ لنبیّک صلی اللہ علیہ وسلّم کما حفظت الغلامین لصلاح ابیھما۔ [2]

"ہمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایات پہنچی ہیں کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ استسقاء کے لیے نکلے اور دُعا کی اے اللہ! ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے چچا کے وسیلے سے تیرا قرب چاہتے ہیں، ان کو شفیع بناتے ہیں۔ پس تو ان میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رعایت فرما جیسے تو نے دو بچوں کی، ان کے باپ کی نیکی کے طفیل حفاظت فرمائی (کہ ان کی گرتی دیوار سیدھی کر دی)

---

[1] بدرالدین محمود عینی، علامہ، عمدۃ القاری (محمد امین دمج: بیروت) ج ۷، ص ۳۲

[2] ابن عبدالبر النمری القرطبی: استیعاب (دار صادر بیروت) ج ۳، ص ۹۹

Marfat.com

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دُعا کرنا دراصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی سے توسّل ہے۔

۳۔ بارگاہِ خداوندی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا تو مسلّم تھا ہی، حضرت فاروقِ اعظم نے حضرتِ عباس کا وسیلہ پیش کر کے بتلا دیا کہ توسّل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ آپ کے قرابت دار اور اہلِ صلاح اُمتیوں کا وسیلہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔ امتی کو وسیلہ نہیں بنا سکتے۔

حضرت سلیم بن عامر خبائری راوی ہیں؛

ان السماء قحطت فخرج معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ واھل دمشق یستسقون فلما قعد معاویۃ علی المنبر قال این یزید بن الاسود الجرشی؟ قال فناداہ الناس فاقبل یتخطی فامرہ معاویۃ فصعد المنبر فقعد عند رجلیہ فقال معاویۃ اللّٰھم انا نستشفع الیک الیوم بخیرنا وافضلنا اللھم انا نستشفع الیک بیزید بن الاسود الجرشی یا یزید ارفع یدیک الی اللہ فرفع یزید ورفع الناس ایدیھم فما کان اوشک ان ثارت سحابۃ فی المغرب وھبت لھا ریح فسقینا حتی کاد الناس لا یتصلون الی منازلھم۔[1]

"بارش نہیں ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلِ دمشق بارش کی دُعا کے لیے باہر نکلے۔ جب حضرت امیر معاویہ منبر پر بیٹھے۔ تو فرمایا؛

[1] ابن سعد (م ۲۳۰ھ) الطبقات (دار صادر، بیروت) ج ۷۔ ص ۴۴۴

Marfat.com

یزید بن الاسود الجرشی کہاں ہیں ؟ لوگوں نے انہیں بُلایا، تو وہ پھلانگتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر وہ منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے دعا مانگی ؛ اے اللہ! آج ہم بہتر اور افضل شخصیت کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں یزید بن الاسود بن الجرشی کی سفارش پیش کرتے ہیں۔

یزید! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے (اور دُعا کی) اچانک مغرب کی طرف سے ایک بادل اٹھا ہوا چلنے لگی اور زور دار بارش شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو گھروں تک پہنچنا مشکل ہوگیا۔"

اس اجتماع میں صحابہ کرام بھی موجود ہیں، تابعین بھی حاضر ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایک مردِ صالح کے وسیلے سے دُعا مانگنے پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ بھی ان حضرات کا جوازِ توسّل پر اجماع ہے۔

توسّل ـــــــ اور ائمہ اربعہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں؛

یا مالکی کن شافعی فی فاقتی   انی فقیر فی الوریٰ لغناك

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ   جدلی بجودك وارضنی برضاك

انا طامع بالجود منك ولم یکن   لابی حنیفة فی الانام سواك[1]

"اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں شفیع ہوں،
میں تمام مخلوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔"

---

[1] ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام؛ قصیدۂ نعمانیہ (مع الخیرات الحسان) مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص ۲۰۰/۱۹۹

Marfat.com

"اے جن و انس سے زیادہ کریم! اے مخلوق کے خزانے!
مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھے راضی فرما دیں۔"
"میں آپ کی بخشش کا امیدوار ہوں، اور آپ کے سوا مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی نہیں"

حضرت امام مالک مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ منصور (بنو عباس کے خلیفہ ثانی) نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ انور کی زیارت کے لیے حاضری دی، تو حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: "اے ابوعبداللہ! میں قبلہ رُخ ہو کر دُعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رُخ کروں؟" امام مالک نے فرمایا:

ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة ابيك آدم الى الله تعالى بل استقبله واستشفع به فيشفعه الله فيك۔[1]

"تم اپنا چہرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتے ہو؟ حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، تیرا اور تیرے جدِ امجد سیدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں، بلکہ آپ کی طرف رُخ کر، آپ سے شفاعت کی درخواست کر۔ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔"

تعجب ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگوں کو کعبہ شریف کی طرف پاؤں پھیلا کر سوتے ہوئے دیکھا گیا ہے، انہیں کوئی منع نہیں کرتا، لیکن بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والوں کو باصرار کہا جاتا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا مانگو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف پشت کر لو ——— فیاللعجب! والی اللہ المشتکیٰ۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] قاضی عیاض مالکی، امام: الشفاء (فاروقی کتب خانہ، ملتان) ج ۲، ص ۳۳

Marfat.com

آل النبی ذریعتی — وھم الیہ وسیلتی
ارجوا بھم اُعطی غدا — بیدی الیمین صحیفتی[1]

"آلِ نبی میرا ذریعہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہے۔
مجھے اُمید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال
دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔"

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دُعا مانگی، تو ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو تعجب ہوا۔ امام احمد نے فرمایا:

انّ الشافعی کالشمس للناس وکالعافیۃ للبدن[2]

"امام شافعی کی مثال ایسی ہے جیسے لوگوں کے لیے سورج اور بدن کے لیے صحت"

توسُّل —— اور ائمہ اعلام

مسئلہ توسل کے بارے میں علماء اسلام کے اقوال اور واقعات کو جمع کیا جائے، تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند علماء اسلام کے ارشادات نقل کیے جاتے ہیں،

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۵۰۵ھ) آداب السفر میں فرماتے ہیں؛

ویدخل فی جملتہ زیارۃ قبور الانبیاء علیھم السلام وزیارۃ قبور الصحابۃ والتابعین وسائر العلماء و الاولیاء وکل من یتبرک بمشاھدتہ فی حیاتہ یتبرک بزیارتہ بعد وفاتہ ویجوز شد الرحال لھذا الغرض۔[3]

---

[1] احمد بن حجر المکی (م ۹۷۴ھ) الصواعق المحرقہ (مکتبۃ القاہرہ، مصر) ص ۱۸۰
[2] یوسف بن اسماعیل النبہانی، شواہد الحق (مصطفی البابی، مصر) ص ۱۶۶
[3] ابوحامد محمد بن محمد الغزالی، الامام، احیاء علوم الدین (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۲، ص ۲۴۷

Marfat.com

"سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور دیگر علماء، اولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے۔ زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔ وفات کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔"

امام ابن الحاج جو علماء متشددین میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اولیاء کرام، انبیاء عظام اور خصوصاً حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کا طریقہ شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں:

اگر میت عوام الناس میں سے ہے تو اس کی قبر کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی جانب بیٹھ کر میت کی طرف رُخ کرے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر جہاں تک ممکن ہو میت کے لیے دُعا کرے:

وکذالك يدعو عند هٰذه القبور عند نازلة نزلت به او بالمسلمين ويتضرع الى الله تعالىٰ فى زوالها و كشفها عنه وعنهم [1]

"اسی طرح ان قبور کے پاس جا کر دُعا کرے۔ جب زائر پر یا مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ اس مصیبت کو زائر اور مسلمانوں سے دُور فرمائے۔"

ثم يتوسل باهل تلك المقابر اعنى بالصالحين منهم فى قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشائخه ولاقاربه ولاهل تلك المقابر ولاموات المسلمين ولاحيائهم وذريتهم الى يوم الدين ولمن غاب عنه من اخوانه ويجأر الى الله تعالىٰ

---

[1] ابن الحاج، امام: المدخل (دار الکتاب العربی، بیروت) ج ۱، ص ۲۴۸

Marfat.com

بالدعاء عندھم ویکثر التوسل بھم الی اللّٰہ تعالیٰ لانہ سبحانہ اجتباھم وشرفھم وکرمھم فکما نفع بھم فی الدنیا ففی الاٰخرۃ اکثر فمن اراد حاجۃ فلیذھب الیھم و یتوسل بھم فانھم الواسطۃ بین اللّٰہ تعالیٰ وخلقہ۔

وقد تقرر فی الشرع وعُلم ما للّٰہ تعالیٰ بھم من الاعتناء وذلک کثیر مشھور، وما زال الناس من العلماء والاکابر کابرا عن کابر مشرقا ومغربا یتبرکون بزیارۃ قبورھم ویجدون برکۃ ذالک حسا ومعنیً [1]

" پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت میں اولیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، پھر اپنے لیے والدین، مشائخ اور اقرباء کے لیے، ان اہل قبور کے لیے اور زندہ و مردہ عام مسلمانوں اور قیامت تک آنے والی اُن کی اولادوں کیلئے اور جو بھائی غائب ہیں اُن سب کے لیے دُعا کرے۔

اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہو کر عاجزانہ بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرے اور کثرت سے اُن کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمالیا ہے اور انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے۔ جس طرح دُنیا میں اُن کے ذریعے نفع عطا فرمایا ہے۔ آخرت میں اس سے زیادہ نفع ہے۔ جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے، تو وہ ان حضرات کے پاس جائے اور ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی فرماتا ہے اور یہ بکثرت ہے اور مشہور ہے۔ علماء مشرق و مغرب کے عظیم اکابر مزاراتِ اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حسی اور معنوی

---

[1] ابن الحاج، امام، المدخل ج ۱ ص ۲۴۹

Marfat.com

طور پر اس کی برکت پاتے رہے ہیں۔"

پھر شیخ امام ابو عبداللہ بن النعمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارة قبور الصالحین محبوبة لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکة الصالحین جاریة بعد مماتھم کما کانت فی حیاتھم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بھم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمة الدین[1]

"ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے محبوب ہے، کیونکہ اولیاء کرام کی برکت اُن کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دُعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین، ائمہ دین کا معمول ہے۔"

اس کے بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰة والسلام کے مزارات پر حاضری دینے کے بارے میں فرماتے ہیں:

واما عظیم جناب الأنبیاء والرسل صلوات اللہ و سلامہ علیھم اجمعین فیأتی الیھم الزائر ویتعین علیہ قصدھم من الاماکن البعیدة، فاذا جاء الیھم فلیتصف بالذل والانکسار والمسکنة والفقر والحاجة والاضطرار والخضوع، ویحضر قلبہ وخاطرہ الیھم والی مشاھدتھم بعین قلبہ لا بعین بصرہ، لانھم لا یبلون

---

[1] ابن الحاج، امام: المدخل ج ۱، ص ۲۴۹

ولا یتغیرون ثم یثنی علی اللہ تعالیٰ بما ھو اھلہ،
ثم یصلی علیہم ویترضی عن اصحابہم ثم یترحم
علی التابعین لہم باحسان الی یوم الدین ثم یتوسل
الی اللہ تعالیٰ بہم فی قضاء مآربہ ومغفرۃ ذنوبہ
ویستغیث بہم ویطلب حوائجہ منہم ویجزم الاجابۃ
ببرکتہم ویقوی حسن ظنہ فی ذالک فانہم باب
اللہ المفتوح۔

وجرت سنتہ سبحانہ وتعالیٰ فی قضاء الحوائج علی
ایدیہم وبسببہم ومن عجز عن الوصول الیہم
فلیرسل بالسلام علیہم ویذکر ما یحتاج الیہ من
حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ وستر عیوبہ الیٰ غیر ذالک
فانہم السادات الکرام والکرام لا یردون من سألہم ولا من
توسل بہم ولا من قصدہم ولا من لجأ الیہم [1]

"انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم بارگاہ میں زائر حاضر ہو اور اس پر
لازم ہے کہ دُور دراز سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو تو
عاجزی انکساری، فقر وفاقہ، حاجت واضطرار اور فروتنی سے موصوف ہو، اپنے
دل اور خیال کو ان کی بارگاہ میں حاضر کرے اور سر کی آنکھ سے نہیں، دل کی آنکھ
سے ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ میں
بوسیدگی اور تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد وثنا کرے
انبیاء کرام پر درود بھیجے، ان کے اصحاب کے لیے رضائے الٰہی کی دعا کرے

---

[1] ابن الحاج [illegible] المدخل ج [illegible]

اور قیامت تک اصحاب کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے لیے دعا تے رحمت کرے پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، ان کی بدولت امداد کی درخواست کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے دُعا مقبول ہوگی اور اس سلسلے میں تمام تر حُسنِ ظن سے کام لے، کیونکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کا کھُلا ہوا دروازہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ جاری ہے کہ اُن کے سبب اور ان کے ہاتھوں پر حاجتیں بر لاتا ہے جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے، وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجتوں، گناہوں کی مغفرت اور عیوب کی پوشیدگی وغیرہ کا ذکر کرے، کیونکہ یہ حضرات سادات کرام ہیں اور کریم سوال کرنے والے، وسیلہ پکڑنے والے، قصد کرنے اور پناہ لینے والے کو رد نہیں کرتے۔"

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل

اور امام ابن الحاج

واما فی زیارة سید الاولین والآخرین صلوات اللہ علیہ وسلامہ فکل ما ذکر یزید علیہ اضعافہ اعنی فی الانکسار والذل والمسکنة لانہ الشافع المشفع الذی لا ترد شفاعتہ ولا یخیب من قصدہ ولا من نزل بساحتہ ولا من استعان او استغاث بہ اذانہ علیہ الصلوٰة والسلام قطب دائرة الکمال وعروس

Marfat.com

مملکۃ اللہ۔

فمن توسل بہ او استغاث بہ او طلب حوائجہ منہ فلا یرد ولا یخیب لما شھدت بہ المعاینۃ والآثار ویحتاج الی الادب الکلی فی زیارتہ علیہ الصلٰوۃ والسلام وقد قال علماءنا رحمۃ اللہ علیھم ان الزائر یشعر نفسہ بانہ واقف بین یدیہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کما ھو فی حیاتہ اذ لافرق بین موتہ وحیاتہ اعنی فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی لاخفاء فیہ۔ [1]

"حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت میں مذکورہ بالا امور یعنی عاجزی، انکساری اور مسکنت میں کئی گنا اضافہ کرے، کیونکہ آپ وہ مقبول الشفاعۃ شفیع ہیں، جن کی شفاعت رد نہیں کی جاتی۔ آپ کا قصد کرنے والا آپ کے دربار میں حاضر ہونے والا آپ سے استعانت واستغاثہ کرنے والا محروم نہیں لوٹایا جاتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائرہ کمال کے قطب اور مُلکِ الٰہی کے دُولہا ہیں۔

جو شخص آپ کا وسیلہ پکڑتا ہے یا آپ کے ذریعے مدد طلب کرتا ہے اپنی حاجتیں طلب کرتا ہے، وہ محروم نہیں کیا جاتا۔ مشاہدہ اور آثار اس پر شاہد ہیں۔ آپ کی زیارت میں کامل ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زائر یُوں محسوس کرے کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں جیسے کہ آپ کی حیاتِ ظاہرہ میں تھا، کیونکہ آپ کی موت اور حیات میں فرق نہیں ہے۔ آپ امت کا

---

[1] ابن الحاج، امام: المدخل، ج ۱، ص ۲۵۲

Marfat.com

مشاہدہ فرماتے ہیں اور اُن کے احوال، نیتوں، ارادوں اور خیالات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے، اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔"

ابھی امام ابن الحاج کی یہ عبارت گزری ہے:

فمن اراد حاجۃ فلیذھب الیھم ویتوسل بھم فانھم الواسطۃ بین اللہ تعالیٰ وخلقہ [۱]

"جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے، وہ اولیاء کرام کے مزارات پر جائے اور ان کا وسیلہ پکڑے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔"

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قیل اذ تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور [۲]

"کہا گیا ہے کہ جب تم مختلف امور میں حیران ہو جاؤ، تو اہلِ قبور سے استعانت کرو۔" یعنی اہل قبور کے وسیلے سے دُعا کرو، اللہ تعالیٰ مرادیں بر لائے گا۔

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اعلم انہ یجوز ویحسن التوسل والاستعانۃ والتشفع بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ربہ سبحانہ وتعالیٰ وجواز ذلک وحسنہ من الامور المعلومۃ لکل ذی دین المعروفۃ من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین والعلماء والعوام من المسلمین ولم ینکر احد ذالک من اھل الادیان ولا سمع بہ فی زمن من الازمان حتی جاء ابن تیمیۃ فتکلم فی ذالک بکلام

---

[۱] ابن الحاج، امام: المدخل ص ۲۴۹

[۲] مسند امام اعظم (مطبع مجتبائی، دہلی) ص ۱۱۴

Marfat.com

یلبس فیہ علی الضعفاء الاغمار۔[1]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل، استعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ اس کا جواز اور حُسن ان امور میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہے اور انبیاء و مرسلین، سلف صالحین، علماء اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے، کسی دین والے نے اس کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی کسی زمانے میں یہ انکار سُنا گیا۔ یہاں تک ابن تیمیہ آیا اور اُس نے اس میں کلام کیا، ضعیف اور ناواقف لوگوں کے لیے تلبیس سے کام لیا۔"

علامہ ابن حجر عسقلانی بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

یاسیّدی یارسول اللہ قد شرُفتَ

قصائدی بمدیح قدرِ صفا

مدحتک الیوم ارجو الفضل منک غداً

من الشفاعۃ فالحظنی بھا طرفا

بکمُ توسّل یرجو العفو عن زللٍ

من خوفہ جفنہ الھامی لقد ذرفا[2]

"میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ کی مدح میں کہے ہوئے میرے قصیدے شرافت والے ہو گئے ہیں۔"

"آج میں نے آپ کی نعت کہی ہے اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی اُمید ہے وہاں مجھے بھی نظر میں رکھیے۔"

"بندۂ گنہگار نے آپ کا وسیلہ پکڑا ہے، اُسے امید ہے کہ لغزشیں معاف کر دی جائیں گی، خوف کے سبب اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔"

---

[1] تقی الدین السبکی، الامام: شفاء السقام (مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد) ص ۱۶۰

[2] یوسف بن اسماعیل النبہانی: المجموعۃ النبہانیہ (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۲، ص ۳۹۱

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تقریباً ہر طبقے میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

واظہر لی الاسرار وعرفنی بنفسہ وامدّنی امداداً عظیما اجمالیا وعرّفنی کیف استمد بہ فی حوائجی[1]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ پر اسرار ظاہر فرمائے اور مجھے خود ان چیزوں کی پہچان کرائی اور میری بہت بڑی اجمالی امداد فرمائی اور مجھے بتایا کہ میں اپنی حاجتوں میں آپ سے کس طرح مدد مانگوں۔"

اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح میں فرماتے ہیں:

فصلِ اوّل در تشبیب بذکر بعض حوادثِ زمان کہ دراں حوادث لابدّ است از استمداد بروحِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔[2]

"پہلی فصل میں بہ طور تشبیب، زمانے کے وہ حوادث بیان کیے جاتے ہیں، جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ انور سے استمداد ضروری ہے"

قصیدہ اطیب النغم میں عرض کرتے ہیں:

وصلّی علیک اللہ یا خیرَ خلقہ ویا خیرَ مأمول ویا خیرَ واھب
ویا خیر من یرجیٰ لکشف رزیۃ ومن جودہ قد فاق جود السحائب
وانت مجیری من ھموم مُلمّۃ اذا انشبت فی القلب شرَّ المخالب

"اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اے تمام مخلوق سے بہتر! اے بہترین جائے اُمید! اور اے بہترین عطا فرمانے والے!

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فیوض الحرمین (محمد سعید اینڈ سنز، کراچی) ص ۸۶
[2] ایضاً اطیب النغم (مطبع مجتبائی، دہلی) ص ۲
[3] ایضاً " " " ص ۲۲

Marfat.com

"اور اے بہترین وہ ذات کہ مصیبت دور کرنے کی جن سے اُمید کی جاتی ہے اور جن کی سخاوت بادلوں سے بلند و بالا ہے۔"

"آپ مصیبتوں کے وقت پناہ دینے والے ہیں، جب وہ اپنے بدترین پنجے دل میں گاڑ دیں۔"

توسّل ——— اور اہل حدیث کے مُسلّم علماء

اس سے پہلے جن اکابر علماء کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں، ان کی حیثیت ہر مکتبِ فکر کے نزدیک محترم اور مستند ہے۔ ذیل میں خصوصیت کے ساتھ چند اقتباسات ان علماء کے پیش کیے جاتے ہیں، جن کی حضرات غیر مقلدین کے نزدیک بڑی وقعت ہے۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

لاسبیل الی السعادۃ والفلاح لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ الا علی ایدی الرسل (الی ان قال) ولا ینال رضاء اللہ البتۃ الا علی ایدیھم [1]

"دُنیا و آخرت میں سعادت و فلاح صرف رسولانِ گرامی کے ہاتھوں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کے ہاتھوں ہے۔"

علامہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں لکھتے ہیں کہ صحابہ مہاجرین و انصار کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا صحیح اور اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے وسیلے سے دُعا مانگی:

ھذا دعاء اقرہ علیہ جمیع الصحابۃ لم ینکرہ علیہ احد

Marfat.com

مع شهرتہ وهو من اظهر الاجماعات الاقراریۃ و
ودعا بمثلہ معاویۃ بن ابی سفیان فی خلافتہ [1]

"یہ وہ دُعا ہے جسے تمام صحابہ نے برقرار رکھا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا، حالانکہ یہ دُعا مشہور ہے۔ یہ واضح ترین اجماع اقراری ہے، ایسی ہی دُعا حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دورِ خلافت میں مانگی تھی"

قاضی شوکانی اپنے رسالہ "الدر النضید" میں لکھتے ہیں:

انّ التوسّل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون فی حیاتہ وبعد موتہ وفی حضرتہ ومغیبتہ۔ انہ قد ثبت التوسل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حیاتہ وقد ثبت التوسل بغیرہ بعد موتہ باجماع الصحابۃ۔ [2]

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے توسّل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی، آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں آپ سے توسّل ثابت ہے۔ آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسّل ثابت ہے۔"

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی عرض کرتے ہیں:

یا سیدی یا عروتی ووسیلتی	یا عدتی فی شدۃ ورخاء
قد جئت بابک ضارعا متضرعا	متاوھا بتنفس صعداء
مالی وراءک مستغاث فارحمن	یا رحمۃ للعالمین بکائی [3]

---

[1] محمد عبد الرحمٰن: تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۴، ص ۲۸۲

[2] ایضاً:

" " " " " " " "

[3] وحید الزمان، نواب: حاشیہ ہدیۃ المہدی (اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ) ص ۲۰

Marfat.com

"اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے،
سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے۔"
"میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ میں
ذلیل ہوں، گڑگڑا ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔"
"آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس سے مدد مانگی جائے۔
اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔"
نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

ولیت شعری اذا جاز التوسل الی اللہ بالاعمال الصالحۃ فیقاس علیھا التوسل بالصالحین ایضًا قال الجزری فی الحصن فی آداب الدعاء منھا ان یتوسل الی اللہ تعالٰی بانبیائہ والصالحین من عبادہ۔ [1]

"جب کتاب و سنت سے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، تو اس پر اولیاء کرام کے توسل کو قیاس کیا جائے گا۔ علامہ جزری، حصن حصین میں فرماتے ہیں دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے۔"

توسّل ——— اور علماء دیوبند

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے قصائدِ قاسمی میں عرض کرتے ہیں:

---

[1] وحید الزمان، نواب، ہدیۃ المہدی ص ۴۸

Marfat.com

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار[1]

نثار کر اُس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تُو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار[2]

یہ ہے اجابتِ حق کو تیری دُعا کا لحاظ
قضاء مبرم و مشروط کی سنیں نہ پُکار[3]

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب سے پوچھا گیا کہ ان اشعار کا ورد کیسا ہے؟

یارسول اللہ انظر حالنا　　یاحبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر ہم مغرق　　خذ یدی سہل لنا اشکالنا

اور قصیدہ بُردہ شریف کا یہ شعر ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند حلول الحادث العمم

اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

"ایسے کلمات کو نظم یا نثر در دکرنا مکروہ تنزیہی ہے، کفر و فسق نہیں ہے۔"[4]

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کو لکھتے ہیں ؎

---

1. محمد قاسم نانوتوی: قصائدِ قاسمی (مکتبۂ قاسمیہ، ملتان) ص ۸
2. ایضاً: 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۵
3. ایضاً: 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۷
4. رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ (محمد سعید اینڈ سنز، کراچی) ص ۶۹

Marfat.com

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی | یا ملجأی فی مبدئی و معادی
ارحم علیّ ایا غیاث فلیس لی | کھفی سوی حُبیکم من زاد
فان الانام بکم وانی ھائم | فانظر الیّ برحمۃ یا ھاد
یا سیدی للہ شیئاً انہ | انتم لی المجدی وانی جادی[1]

"اے میرے مرشد! میرے مولیٰ! میری وحشت کے انیس، میری دنیا کے، میرے دین کے لئے جائے پناہ۔

اُے میرے فریاد رسا! مجھ پر ترس کھا و کہ میں آپ کی حب کے سوا رکھتا نہیں کوئی توشہ راہ۔"

"خلق فائز ہو شہا آپ سے اور ہیں حیران، رحم کی ہادئ من اب تو ادھر کو بھی نگاہ!"

"میرے سردار! خدا واسطے کچھ تو دیجیے۔ آپ معطی ہیں میرے، میں ہوں سوالی للہ!" (یہ ترجمہ تذکرۃ الرشید کے حاشیہ سے لیا گیا ہے)

تھانوی صاحب بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

یا حبیب الالہ خذ بیدی | ما لعجزی سواک مستندی
کن رحیما لذلتی واشفع | یا شفیع الوریٰ الی الصمد
اعتصامی سویٰ جنابک لی | لیس یا سیدی الیٰ احد

"اے اللہ کے محبوب! میری دستگیری فرمائیں، میرے عجز کا آپ کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں۔"

"آپ میری لغزش پر رحم فرمائیں اور اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے، اللہ تعالیٰ بارگاہ میں شفاعت فرمائیں۔"

---

[1] محمد عاشق الٰہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید (مکتبہ بحر العلوم، کراچی) ج ۱، ص ۱۱۴

Marfat.com

"آقا! آپ کے دربار کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں!

آخر میں صحابہ و تابعین کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں"

استغیثوا لعاجز مضطر شمروا ذیلکم الی المدد[1]

"عاجز و مضطر کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کریں اور مدد کے لیے تیار ہو جائیں۔"

توسّل ——— اور عالمِ اسلام کے موجودہ علماء

فاضل علامہ مولانا محمد عاشق الرحمٰن قادری، الہ آباد نے اپنی تالیف "مجاہد ملت کا حرفِ حقانیت" میں پاک و ہند اور دیگر ممالک کے علماء سے حاصل کردہ ایسے فتاویٰ جمع کر دیئے ہیں جو مسئلہ توسّل سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں؛

خطیبِ بغداد

حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع مسجد بغداد کے امام اور مدرس، مولانا عبدالکریم محمد، توسّل کے جائز ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں؛

فکیف یبقٰی مجال انکار التوسل بذوات الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فالتوسل بہم و بالاولیاء الکرام و باعمالھم الصالحۃ و باعمال نفس الداعین کل ذالک حق

---

[1] اشرف علی تھانوی: ضمان التکمیل فی زمان التعجیل (مطبع مجتبائی دہلی) ص ۱۴۲

[2] محمد عاشق الرحمٰن قادری، حرفِ حقانیت ص ۴۵ - ۴۳

Marfat.com

مشروع ولا ینکرہ الا جاھل غبی انحرف عن طرق الرشد واجماع المسلمین وما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن[1]

"پس رسولانِ گرامی علیہم السلام کی ذواتِ مبارکہ سے توسّل کے انکار کی گنجائش کیسے رہ جائے گی؟ ان سے، اولیاء کرام، ان کے اعمالِ صالحہ اور دُعا کرنے والے کے اپنے اعمال سے توسّل، سب حق اور مشروع ہے۔ اس کا انکار وہ جاہل اور غبی ہی کریگا جو راہِ ہدایت اور مسلمانوں کے اجماع سے برگشتہ ہو، جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

اس جواب پر جن علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں، ان کے اسماء یہ ہیں:

مولانا محمد نمر، خطیب جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف

مولانا نوری سیاب، امام جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف

مولانا رشید حسن، بغداد شریف

مولانا محمد شیخ عبدالقادر، امام وخطیب مقام ابو شیبخ، بغداد شریف

کلیۃ الشریعہ، بغداد کے استاذ علامہ احمد حسن طٰہٰ فرماتے ہیں:

فان اللہ تعالیٰ ھو المؤثر فی کل شیئ وبناء علیٰ ھذہ العقیدۃ فلا مانع شرعا فی التوسل بالانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام مطلقا۔ بل ان التوسل لا یخل بالتوحید کما لا تخل الشفاعۃ بالتوحید[2]

"ہر شے میں مؤثر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس عقیدے کی بنا پر انبیاء کرام علیہم السلام

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: مجاہد ملت کا حرفِ حقانیت (مکتبۃ الحبیب الہ آباد) ص ۴۱

[2] ایضاً " " " " ص ۴۵-۴۳

Marfat.com

سے توسل میں شرعًا ہرگز کوئی مانع نہیں ہے، بلکہ شفاعت کی طرح توسّل بھی توحید کے منافی نہیں ہے۔"

حماۃ شام کے جلیل القدر عالم مولانا محمد علی تحریر فرماتے ہیں:

واذا کان التوسل مشروعا بالاعمال الصالحۃ دون معارض وھی مخلوقۃ مع کونھا لاندری ھل تلک الاعمال مقبولۃ ام لا؟ فکیف لایجوز التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو افضل مخلوق ومقبول لدی اللہ تعالیٰ فی حیاتہ وبعد وفاتہ باعتبارہ حیا وتعرض علیہ اعمالنا دائما کما ورد۔[1]

"جب اعمال صالحہ سے توسّل جائز ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ یہ مخلوق ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے توسّل کیوں جائز نہ ہوگا؟ جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے افضل ہیں، اپنی ظاہری حیات میں بھی اور وصال کے بعد بھی کیونکہ آپ زندہ ہیں اور ہمارے اعمال آپ کے سامنے ہمیشہ پیش کیے جاتے ہیں، جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔"

خطیبِ شام حماۃ، شام کے علامہ عبدالعزیز طہماز مدرس وخطیب جامع سلطان فرماتے ہیں:

واذا کانت الشفاعۃ لیست شرکا فالوسیلۃ ایضا لیست شرکا لانھا بمعناھا فھی لیست سوی مکانۃ یتفضل بھا علی من یشاء من عبادہ اظھار الفضلہ

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرفِ حقّ ابنت ص ۴۱

سبحانہ علی عبدہ، قال سبحانہ فی حق موسیٰ علیہ السلام وکان عند اللہ وجیھا (الانبیاء) افلا یکون خاتم الرسل والانبیاء وجیھا عند اللہ سبحانہ ؟ [1]

"جب شفاعت شرک نہیں ہے، تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ وسیلہ کا مطلب اس کے علاوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبد مکرم پر احسان کو ظاہر کرنے کے لیے اس مقام کی بدولت جس بندے پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: وکان عند اللہ وجیھا کیا انبیاء و رسل کے خاتم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز نہیں ہوں گے؟"

حماۃ شام کے مفتی علامہ صالح النعمان، خطیب جامع مدفن لکھتے ہیں:

وقد اجمعت الامۃ علی جواز التوسل اذا صحت العقیدۃ واجماع الامۃ حجۃ شرعیۃ کما قال علیہ السلام لاتجتمع امتی علی ضلالۃ اما ما یدعیہ بعض الغلاۃ من الوھابیۃ بان حکم التوسل انہ شرک فلا دلیل علیہ شرعا ولا عقلا [2]

توسل کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے، بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو اور اجماعِ امت حجتِ شرعیہ ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ بعض غالی وہابی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ توسل شرک ہے، تو اس پر شرعی یا عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرفِ حقانیت ص ۵۱

[2] ایضاً " " ص ۵۵

Marfat.com

دمشق کی جامع النجارین کے امام، علامہ ابوسلیمان زبیبی نے مسئلۂ توسل پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ان الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیھم الصلوٰۃ والتسلیم والاولیاء الصالحین المجمع علی فضلھم وصلاحھم وعدلھم وولایتھم ایمان لا کفر وجائز عندی لا محظور وان المتوسل بھٰؤلاء الی اللہ تعالیٰ لتقضی حاجاتہ یکون مؤمنا موحدا لیس بمشرک و وتصح جمیع عباداتہ۔[1]

"انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان اولیاء صالحین سے توسل کرنا جن کی فضیلت، تقویٰ اور عدالت و ولایت پر اتفاق ہے، ایمان ہے کفر نہیں ہے، اور میرے نزدیک جائز ہے، ممنوع نہیں ہے اور جو شخص اپنی حاجتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان حضرات کا وسیلہ پیش کرتا ہے، وہ مومن موحد ہے مشرک نہیں اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔"

جمہوریہ لبنان کے مفتی شیخ حسن خالد (بیروت) فرماتے ہیں:

واما التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتوجہ بہ فی کلام الصحابۃ فیریدون بہ التوسل بدعائہ وشفاعتہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وعلی التوسل بالانبیاء والصالحین احیاءً وامواتا جرت الامۃ طبقۃ فطبقۃ۔[2]

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرفِ حقانیت، ص ۹۵

[2] ایضاً: " " ص ۱۷

Marfat.com

"صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل اور آپ کی طرف متوجہ ہونے سے ان کی مراد آپ کی دُعا و شفاعت کو وسیلہ بنانا ہے۔ امتِ مُسلمہ انبیاء و اولیاء سے ان کی ظاہری حیات میں اور وصال کے بعد ہر دَور میں توسّل کرتی رہی ہے۔"

صدر مجلس اتحاد مبلّغین انڈونیشیا

جاکرتا انڈونیشیا کی مرکزی مجلس اتحاد مبلّغین کے صدر شیخ احمد تسیخو فرماتے ہیں:

واقول ان التوسّل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جائز فی کل قبل خلقہ و بعد خلقہ فی مدۃ حیاتہ فی الدنیا و بعد موتہ فی مدۃ البرزخ و بعد الموت فی عرصات القیامۃ والجنۃ[1]

"میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل ہر حال میں جائز ہے آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے، ولادت کے بعد حیاتِ ظاہری میں، وصال کے بعد جب تک کہ آپ عالمِ برزخ میں رہیں گے اور قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد قیامت اور جنت کے میدانوں میں۔"

ندوۃ العلماء لکھنؤ

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم مجلس تحقیقاتِ شرعیہ مولوی محمد برہان الدین نے علامہ ابوالحسن علی ندوی کے ایماء پر ایک استفتاء کے جواب میں یہ فتویٰ صادر کیا:

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرفِ حقانیت ص ۷۷

Marfat.com

ان الاعتقاد بالتوسّل بالانبیاء لیس شرکا فالمتوسّل لیس بمشرك فنرجو الله تعالیٰ ان یتقبّل اعماله الصالحة من الصّلوٰة والحج وغیرهما[1]

"انبیاء سے توسّل کا عقیدہ رکھنا شرک نہیں ہے، لہٰذا وسیلہ پکڑنے والا مشرک نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال صالحہ نماز، حج وغیرہ کو قبول فرمائے گا۔"

دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے شیخ نظام الدین نے متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا:

"ان عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ فعل شرک ہے۔ ان کے روزے، نماز، حج، زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں کے جائز و صحیح ہیں۔"[2]

شیخ عبدالعزیز بن باز

سعودی عرب کے ادارۂ بحوث اسلامیہ و افتاء کے رئیس شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے مولانا محمد عاشق الرحمٰن قادری الٰہ آبادی کے استفتاء کے جواب میں ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ کو پہلے سے لکھا ہوا ایک جواب بھجوایا، جس میں اولیاء کرام سے توسّل کی چار قسمیں بیان کی ہیں، خلاصہ درج ذیل ہے:

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرف حقانیت، ص ۱۶۱

[2] ایضاً: ۱۶۰

Marfat.com

(۱) زندہ ولی سے درخواست کی جائے کہ میرے لیے رزق کی وسعت، مرض سے شفا، یا ہدایت و توفیق کی دعا فرمائیں، یہ جائز ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و اتباع اور محبتِ اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے، یہ بھی جائز ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ سے انبیاء و اولیاء کے جاہ و منزلت کے وسیلہ سے دعا کرے یہ ناجائز ہے۔

(۴) بندہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہوئے نبی یا ولی کی قسم دے یا بحق نبیہ یا بحق اولیائہ کہے، تو یہ ناجائز ہے۔"

الثالث: ان یسئال اللہ بجاہ انبیائہ او ولی من اولیائہ ..... فھذا لا یجوز۔

الرابع: ان یسئال العبد ربہ حاجتہ مقسما بولیہ او نبیہ او بحق نبیہ او اولیائہ ..... فھذا لا یجوز[1]

اس فتویٰ پر نائب الرئیس عبد الرزاق عفیفی اور ارکانِ لجنہ عبد اللہ منیع اور عبد اللہ قدیان کے دستخط ہیں۔

گزشتہ صفحات میں تیسری اور چوتھی قسم کا حکم صحابہ کرام اور علماء اسلام کے حوالے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ صرف اس قدر کہنا ہے کہ نجدی علماء اور ندوۃ العلماء کے ان نے اپنے تمام تر تشدد کے باوجود ان قسموں کو صرف ناجائز کہا ہے، شرک قطعاً ں کہا ہے

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مسئلہ توسل پر مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قادری مدظلہ کا ایک مبسوط اور مدلل فتویٰ بھی "حرفِ حقانیت" میں شامل ہے جس میں بیسیوں مستند مآخذ کے حوالہ جات

---

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرفِ حقانیت، ص ۱۹ - ۲۰

درج ہیں۔ یہ فتویٰ مکتبہ قادریہ لاہور کی طرف سے اُردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔ مکتبہ ایشیق، استانبول، ترکیا کی طرف سے التوسّل کے نام سے عربی میں چھپ چکا ہے۔

السیّد یوسف السیّد ہاشم الرفاعی، کویت

حضرت شیخ سید احمد رفاعی کبیر قدس سرہٗ کی اولاد امجاد میں سے کویت کے معروف اور عظیم المرتبت سکالر سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں:

والحاصل ان مذهب اهل السنة والجماعة صحة التوسل وجوازه بالنبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی حیاته وبعد وفاته وکذا بغیره من الانبیاء والمرسلین والاولیاء والصالحین کما دلت الاحادیث السابقة ...... واما الذین یفرقون بین الاحیاء والاموات حیث جوزوا بعض التوسلات بالاحیاء لا للاموات، فهم القریبون من الزلل لانهم اعتبروا ان الاحیاء لهم التأثیر دون الاموات، مع انه لا تأثیر ایجادیا لغیر الله سبحانه وتعالی علی الاطلاق وأما الافادة وفیض البرکات والاستفادة من ارواحهم استفادة اعتیادیة، وتوجه ارواحهم الی الله سبحانه وتعالی طالبین فیض الرحمة علی ذلک المتوسل، فهو شیئ جائز وواقع وخال عن کل خلل بدون الفرق بین الاحیاء والاموات[1]

---

[1] السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، الرد المحکم المنیع (کویت ۱۹۸۴ء) ص ۷-۸۶

"حاصل یہ کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ میں اور وصال کے بعد' اسی طرح باقی انبیاء و مرسلین اور اولیاء وصالحین سے توسل صحیح اور جائز ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا جو لوگ زندوں اور مُردوں میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زندوں سے توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور جو وصال فرما چکے ہیں' ان سے جائز نہیں، وہ لغزش کے قریب ہیں' کیونکہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ زندہ تاثیر کر سکتے ہیں' مردے نہیں کر سکتے. حالانکہ ایجادی تاثیر اللہ تعالیٰ کے سوا مطلقاً کوئی بھی نہیں کر سکتا- رہا فائدہ دینا اور برکتیں عطا فرمانا اور ان کی روحوں سے عادی استفادہ اور ان کی روحوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس متوسل کے لیے فیض رحمت کا طلب کرنا تو یہ جائز اور واقع ہے اور ہر خلل سے خالی ہے. زندوں اور وصال یافتہ حضرات میں فرق نہیں ہے-"

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قیامت کے دن توسل !

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

الحالۃ الثانیۃ بعد موتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عرصات القیامۃ بالشفاعۃ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وذالک مما قام علیہ الاجماع وتواترت الاخبار بہ- [1]

---

[1] تقی الدین السبکی امام : شفاء السقام ص

Marfat.com

"دوسری حالت، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت کے میدان میں آپ کی شفاعت طلب کی جائے گی۔ اس پر اجماع ہو چکا ہے اور احادیث حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔"

ارباب ولایت سے توسّل

TAHIR - MA

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں طریقۂ شطاریہ صرف شیخ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے سے رائج ہے، ورنہ ان سے پہلے یہ طریقہ زیادہ شہرت نہیں رکھتا تھا:

دبالجملہ ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابو طاہر کردی پوشید وایشاں بعمل آنچہ در "جواہر خمسہ" ہست اجازت دادند۔ [1]

"مختصر یہ کہ اس فقیر نے یہ خرقہ شیخ ابو طاہر کردی سے پہنا اور انہوں نے "جواہر خمسہ" کے اعمال کی اجازت دی۔"

اس کے بعد دو سندیں بیان کیں، جو شیخ ابو طاہر سے شیخ محمد غوث گوالیاری تک پہنچتی ہیں، بعد ازاں فرماتے ہیں:

ایں فقیر در سفر حج چوں بہ لاہور رسید ودست بوس شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشاں اجازت "دعائے سیفی" دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ وسند خود بیان کردند وایشاں دریں زمانہ یکے از اعیان مشائخ طریقۂ احسنیہ وشطاریہ بودند۔ [2]

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انتباہ (کتب خانہ علویہ رضویہ فیصل آباد) ص ۸ - ۱۵۷

[2] ایضاً " " " " ص ۸ - ۱۵۷

Marfat.com

"یہ فقیر سفرِ حج میں جب لاہور پہنچا اور شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعائے سیفی کی اجازت دی۔ بلکہ جواہرِ خمسہ کے تمام اعمال کی اجازت دی اور اپنی سند بیان کی۔ وہ اُس زمانہ میں طریقہ احسنیہ اور شطاریہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔"

اسی جواہرِ خمسہ میں یہ عمل بھی ہے:

فتوحِ ابوابِ اقبال کے واسطے ہر روز پانسو بار پڑھے:

نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عونالک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بنبوتک یا محمدُ وبولایتک یا علیُّ یا علیُّ یا علیُّ۔ [1]

یہ ورد کیا ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت اور توسل ہے۔ اس میں اگر شرک کی کوئی بات ہوتی تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جواہرِ خمسہ کے اعمال کی اجازتیں لیتے؟ حضرت شاہ صاحب اور ان کے مشائخ اس شرک کو برداشت کرتے؟ ہرگز نہیں!

شیخ الاسلام شہاب الدین رملی کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

سئل شیخ الاسلام الرملی عما یقع من العامة عند الشدائد یا شیخ فلان و نحو ذالک فهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم؟ فاجاب بان الاستغاثة بالاولیاء والانبیاء والصالحین والعلماء جائزة فان لهم اغاثة بعد موتهم کحیاتهم فان معجزات الانبیاء کرامة للاولیاء۔ [2]

---

[1] شاہ محمد غوث گوالیاری: جواہرِ خمسہ (دار الاشاعت، کراچی) ص ۴۵۳

[2] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الانوار (المطبعۃ الشرفیہ، مصر) ص ۵۹

Marfat.com

"شیخ الاسلام رملی سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو مصیبتوں کے وقت یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں کیا مشائخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں ؟ انہوں نے فرمایا: اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ وہ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے اس لیے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔"

علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں:

فان قال القائل: هٰذه الصفات مختصة بالمولیٰ سبحانه وتعالیٰ فالجواب ان کل من انتقل الی الآخرة من المؤمنین، فهم یعلمون احوال الاحیاء غالباً وقد وقع ذالك فی الکثرة بحیث المنتهی من حکایات وقعت منهم ویحتمل ان یکون علمهم بذالك حین عرض اعمال الاحیاء علیهم ویحتمل غیر ذالك وهٰذه اشیاء مغیبة عنا۔

وقد اخبر الصادق علیه الصلوٰة والسلام بعرض للاعمال علیهم فلا بد من وقوع ذالك والکیفیة فیه غیر معلومة، والله اعلم بها، وکفی فی هٰذا بیانا قوله علیه الصلوٰة والسلام "المؤمن ینظر بنور الله" ونور الله لا یحجبه شیئ، هٰذا فی حق الاحیاء من المؤمنین، فکیف من کان منهم فی الدار الآخرة۔ [1]

---

[1] ابن الحاج، امام، المدخل، ج ۱، ص ۲۵۳

"اگر کوئی شخص کہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام مومنین جو آخرت کی طرف انتقال کر چکے ہیں، اکثر بیشتر زندوں کے احوال جانتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے واقعات انتہائی کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ انہیں اس وقت علم ہو جب زندوں کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور یہ چیزیں ہم سے مخفی ہیں۔

نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اموات پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا اس کا وقوع ضروری ہے، البتہ کیفیت معلوم نہیں ہے، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس حقیقت کے بیان کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کافی ہے کہ "مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" اور اللہ تعالیٰ کے نور کو کوئی چیز نہیں روک سکتی، یہ زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان مومنوں کا کیا عالم ہوگا جو دارِ آخرت میں ہیں؟"

حضرت علامہ نے واضح طور پر بتا دیا کہ اس عقیدے میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ نیز جب زندہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو جو حضرات اگلے جہان میں جا چکے ہیں، ان کی قوت ادراک تو اور بھی بڑھ جائے گی۔

حضرت علامہ شیخ حسن العدوی الحمزاوی فرماتے ہیں:

وما یقع من بعض العوام من قولهم یا سیدی فلان مثلا ان قضیت لی کذا او شفیت لی مریضی فلك علیّ كذا فهو من الجهل بالنسبة بكیفیة الطلب ولكن لا یعد كفرا لانهم لا یقصدون بذلك الایجاد من الولی وانما یجعلونه فی نیاتهم وسیلة الی مولاهم

Marfat.com

حیث کان المتوسَّل به فی اعتقادھم من اھل القرب والمحبۃ للخالق الا تری انھم یکررون فی اثناء کلامھم یا صاحب النفس الطاھر عند ربك اطلب لی من مولاك یفعل بی کذا فان ذالك دلیل منھم علی انفراد اللہ بالفعل وانه لا شیئ للولی الا مجرد التسبب وانه لا یُرد المتوسَّل به لان الحبیب المحبوب لا یرد۔

فھو من باب قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رُبَّ اشعث اغبر ذی طمرین لو اقسم علی اللہ لا برّہ و قد ذکر بعض العارفین ان الولی بعد موته اشد کرامة منه فی حال حیاته لانقطاع تعلقه بالمخلوق وتجرد روحه للخالق فیکرمه اللہ بقضاء حاجة المتوسلین به [1]

"یہ جو بعض عوام کہتے ہیں یا سیدی فلاں مثلاً اگر آپ میری یہ مراد پوری کر دیں یا میرے مریض کو شفا دیں، تو آپ کے لیے میرے ذمّے اتنی چیز ہے، تو یہ مانگنے کے طریقے سے جہالت ہے (کہنا یہ چاہیئے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے طفیل میری حاجت پوری فرما) لیکن اسے کفر قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ ان لوگوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ولی میرے مقصد کو پیدا کرے گا، ان کی نیت تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائیں، کیونکہ جس کا وسیلہ پیش کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے

---

[1] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی: مشارق الانوار۔ ص ۵۸

Marfat.com

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی گفتگو میں بار بار اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اے بارگاہِ خدا میں پاکیزہ نفس والے! اپنے رب سے درخواست کریں کہ میرا یہ مقصد پورا فرما دے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے، ولی صرف سبب اور وسیلہ ہے اور اس کا وسیلہ پکڑنے والا مردود نہیں ہوتا، کیونکہ محبوب اور مقرب کے سوال کو رد نہیں کیا جاتا۔

تو یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قبیلے سے ہے کہ کئی پراگندہ بالوں والے گرد آلود جن کا سرمایۂ حیات دو چادریں ہوں ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قسم دے کر بارگاہِ الٰہی میں کچھ عرض کریں، تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرما دیتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا، ولی کی زندگی کی نسبت، وصال کے بعد کرامت کا زیادہ ظہور ہوتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق مخلوق سے منقطع ہو چکا ہے اور اس کی روح کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کا وسیلہ پیش کرنے والوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔"

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت محمود غزنوی کے پاس حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جبہ مبارک تھا۔ سومنات کی جنگ میں ایک موقع پر خدشہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی۔ سلطان محمود غزنوی، اچانک گھوڑے سے اُتر کر ایک گوشے میں چلے گئے۔ وہ جُبّہ ہاتھ میں لے کر سجدے میں چلے گئے اور دعا مانگی،

"الٰہی بآبروئے خداوندِ ایں خرقہ کہ ما را بریں کفار ظفر دِہ کہ ہر چہ از غنیمت می گیرم بدرویشاں دہم"[1]

"بارالٰہا! اس جبے والے کے وسیلے سے ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما جو کچھ مالِ غنیمت ہاتھ آئے گا، درویشوں میں تقسیم کر دوں گا۔"

---

[1] شیخ فریدالدین عطار: تذکرۃ الاولیاء، فارسی (مطبع اسلامیہ لاہور) باب ۷۳، ص ۳۴۴

Marfat.com

اچانک دشمن کی طرف سے شور اُٹھا اور تاریکی چھاگئی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے، لشکرِ اسلام کو فتح حاصل ہوگئی۔ اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں فرماتے ہوئے سُنا:

اے محمود! آبروئے خرقۂ ما بُردی بردرگاہِ حق کہ اگر دراں ساعت درخواستی جملہ کفار را اسلام روزی کردے۔

"محمود! تم نے دربارِ الٰہی میں ہمارے جبّے کی قدر نہ کی، اگر تم چاہتے تو تمام کافروں کے لیے اسلام کی درخواست کرتے۔"

فقیہ جلیل حضرت علامہ ابن عابدین شامی، کتاب اللقطہ کے آخر میں ایک منہیہ (حاشیہ) میں فرماتے ہیں:

قال الزیادی ان الانسان اذا ضاع له شیئ واراد ان یردّ الله سبحانه علیه فلیقف علی مکان عالٍ مستقبل القبلة ویقرأ الفاتحة ویهدی ثوابها للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلّم ثم یهدی ثواب ذالك لسیّدی احمد بن علوان ویقول یا سیّدی احمد یا ابن علوان ان لم تردّ علیّ ضالتی والا نزعتك من دیوان الاولیاء فان الله یرد علی من قال ذالك ضالته ببرکته، اجهوری مع زیادة کذا فی حاشیة شرح المنهج للداؤدی رحمه الله -۱۲ منه [1]

حضرت زیادی فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کی کوئی چیز گم ہوجائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس فرما دے تو بلند جگہ کھڑا ہو کر سورۂ فاتحہ پڑھے

---

[1] ابن عابدین شامی، علامہ: ردالمحتار (داحیاء التراث العربی، بیروت) ج ۳، ص ۳۲۴

اور اس کا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں پیش کرے اور کہے سیدی احمد! اے ابن علوان! اگر آپ نے میری گم شدہ چیز واپس نہ کی، تو میں آپ کا نام دفترِ اولیاء سے خارج کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے وہ چیز واپس فرمادے گا۔ یہ علامہ اجہوری کا کلام مع اضافہ ہے جیسے کہ داوٗدی نے شرح منہج میں نقل فرمایا۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی زروق رحمہ اللہ تعالیٰ محشی بخاری کا تذکرہ بڑے شاندار انداز میں کیا ہے، فرماتے ہیں:

بالجملہ مردے جلیل القدر است کہ مرتبہ او فوق الذکر است و اُو آخر محققانِ صوفیہ است کہ بین الحقیقۃ والشریعۃ جامع بودہ اند وبشاگردیٔ او اجلّہ علماء مفتخر ومباہی بودہ اند مثل شہاب الدین القسطلانی و شمس الدین لقانی۔

واورا قصیدہ ایست بہ طورِ قصیدۂ جیلانیہ کہ بعض ابیات اوا ینست[1]

أنا لمریدی جامع لشتاتہ   اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ   فنادِ بیا زروقُ اٰتِ بسُرعۃ

مختصر یہ کہ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کا مرتبہ بیان نہیں کیا جاسکتا، وہ محققینِ صوفیہ کے آخری بزرگ ہیں جنہوں نے حقیقت وشریعت کو جمع کیا۔ بڑے بڑے علماء مثلاً شہاب الدین قسطلانی اور شمس الدین لقانی نے اُن کی شاگردی پر فخر کیا۔

قصیدۂ غوثیہ کے طریقے پر ان کا قصیدہ ہے، جس کے چند شعر یہ ہیں:

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین فارسی / اردو (ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) ص ۳۲۲

Marfat.com

- میں اپنے مرید کے بکھرے ہوئے حالات کو جمع کرنے والا ہوں، جب زمانے کی تندی اس پر کوئی مصیبت ڈھادے۔
- اگر تو تنگی، تکلیف اور وحشت میں ہے، تو یا زروق پکار میں فوراً آجاؤں گا۔"

اگر ان اشعار کو مشرکانہ قرار دیا جائے، تو شاہ عبدالعزیز اور ان کی سند سے وابستہ لوگوں کو کیا حکم ہوگا؟ جو یہ اشعار دھوم دھڑلے سے نقل کر رہے ہیں۔

صاحبِ دُرِّمختار کے استاذ علامہ خیرالدین رملی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

واما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء و اذا اضیف الیه شیئ اکراما لله فما الموجب لحرمته (الی ان قال) ووجه التکفیر بانه طلب شیئ لله وهو جل وعلا غنی عن کل شیئ والکل محتاج الیه وهذا لا یختلج فی خاطر احد فان ذکره تعالیٰ للتعظیم کما فی قوله تعالیٰ فان لله خمسه ومثله کثیر[1]

"عامۃ المسلمین کا یا شیخ عبدالقادر کہنا ندا ہے اور جب اس کے ساتھ شیئاً للہ کا اضافہ کیا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم و رضا کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کے کفر قرار دینے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر شے سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور یہ مطلب کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے ارشادِ ربانی ہے: فان لله خمسه (الآیۃ) اس کی مثالیں بہت ہیں۔

---

[1] خیرالدین رملی، علامہ: فتاوی خیریہ برحاشیہ فتاوی حامدیہ (حاجی عبدالغفار، قندھار) ج ۲، ص ۲۸۲

Marfat.com

صلوٰۃِ غوثیہ

شہبازِ لامکانی، محبوبِ سُبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی اور سرتاج اولیاء ہیں، ان کے وسیلے سے دُعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم نہیں رہتا۔

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی کربۃ کُشِفَتْ عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃ قضیت لہٗ ومن صلی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ بعد السلام ویسلم علیہ و یذکرنی ثم یخطوالی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکراسمی ویذکرحاجتہ فانھا تقضی باذن اللہ۔ [1]

"جو شخص کسی تکلیف میں میرے وسیلے سے امداد کی درخواست کرے، اس کی وہ تکلیف دُور کی جائے گی اور جو کسی مصیبت میں میرا نام پکارے، وہ مصیبت دُور کردی جائے گی اور جو کسی حاجت میں میرا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے، اس کی حاجت پوری کردی جائے گی۔

اور جو شخص دو رکعتیں ادا کرے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ

---

[1] ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی: بہجۃ الاسرار (مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر) ص ۱۰۲

Marfat.com

مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، میرا نام لے اور اپنی حاجت بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔"

اس کے بعد یہ شعر پڑھے:

أيُدرِكُني ضيم وانت ذخيرتي ۔۔۔ وأُظلَم في الدّنيا وانت نصيري
وعارٌ على حامي الحمى وهو منجدي ۔۔۔ اذا ضلّ في البيدا عقال بعيري[1]

- "کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جبکہ آپ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر ستم کیا جائے گا، جبکہ آپ میرے مددگار ہیں۔
- حضور غوث پاک کے پُشت پناہ ہوتے ہوئے اگر جنگل میں میرے اُونٹ کی رسّی گم ہو جائے تو یہ بات محافظ کے لیے باعثِ عار ہے۔"

غور کیا جائے تو صلوٰۃِ غوثیہ میں شرک کا کوئی پہلو نہیں نکلتا، کیونکہ اس سے پہلے گزر چکا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو حکم فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر میرے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی میں دُعا مانگو۔ انہوں نے دُعا مانگی، تو اُن کی بینائی بحال ہو گئی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر ایک صاحب نے دورِ عثمانی میں یہی عمل کیا، تو ان کا مقصد پورا ہو گیا، وہی طریقہ اس جگہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سیّدنا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاجت بر آتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صلوٰۃِ غوثیہ کا طریقہ خود سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے جسے علامہ علی بن یوسف اللخمی الشطنوفی پھر علامہ محمد بن یحییٰ التاذفی الحلبی

---

[1] محمد بن یحییٰ التاذفی الحلبی، علامہ: قلائد الجواہر (مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر) ص ۳۶

Marfat.com

۹۶۳ھ) پھر حضرت ملا علی قاری اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے روایت کیا۔
اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ معاذاللہ! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرک کی
تعلیم دی ہے، تو اس کی مرضی! لیکن جہاں تک روایت کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں
اور اسے جھوٹ قرار دینا بھی محض سینہ زوری ہے۔

امام احمد رضا بریلوی، حضرت علامہ شطنوفی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعاظم علماء و ائمہ قرات و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ امام اجل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہٗ سے فیض حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نوراللہ مرقدہٗ سے انہوں نے اپنے والد ماجد حضور پُرنور سیدالسادات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرات سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوالِ شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور ہیں۔

امام شمس الدین ذہبی کہ علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالتِ شان عالم آشکار اس جناب کی مجلسِ درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔ امام محدث محمد بن محمد بن محمد بن جزری مصنف حصن حصین اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی۔" ؎۳

علی بن سلطان محمد القاری، علامہ: نزہۃ الخاطر الفاتر، اردو ترجمہ (سنی دارالاشاعت فیصل آباد) ص ۹،

عبدالحق المحدث الدہلوی، شیخ محقق، زبدۃ الاسرار (مطبع بکسلنگ کمپنی، بمبئی) ص ۱۰۱

احمد رضا بریلوی، امام، الانوار الانتباہ (مکتبہ نوریہ رضویہ، گوجرانوالہ) ص ۱۵

Marfat.com

علامہ انور شاہ کشمیری (دیوبندی) کہتے ہیں:

هكذا نقل الشطنوفی و وثقه المحدثون۔ [1]

"اسی طرح شطنوفی نے نقل کیا ہے اور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے"

اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب بندوں کو وسیلہ بنانے اور ان سے استعانت کا یہ وہ عقیدہ ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے آج تک جمہور امت اور ائمۂ اسلام کے نزدیک مقبول اور معمول چلا آیا ہے۔ یہی عقیدہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا ہے۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں دنیائے اسلام کے مسلّم اور مستند علماء کے ارشادات اور قرآن وحدیث کے حوالے سے اپنے معتقدات کو پیش کیا ہے۔

مخالفین یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ عقیدہ بریلویوں کے خصوصی عقائد میں سے ہے اور اسی آڑ میں وہ اپنے تمام فتوے جاری کر دیتے ہیں۔ انتہا پسندی اور فرقہ وارانہ ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ شدید سے شدید زبان استعمال کرنے کے باوجود ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔

مثلاً کہا جاتا ہے:

"بریلویوں کے امتیازی عقائد وہی ہیں جو دین کے نام پر بت پرستوں، عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ ائمۂ اسلام اور ملتِ حنیفیہ کے مجددین نے ان عقائد کے خلاف جہاد کیا، ان میں سے کچھ دورِ جاہلیت میں موجود تھے، ان کے خلاف قرآن اور حاملِ قرآن نے جہاد کیا۔

وہ عقائد کیا تھے ——— ؟ غیر اللہ سے استعانت وغیرہ" (ملخصاً) [2]

اب آپ ہی انصاف کریں کہ سلف صالحین کا تسلسل حق پر ہے یا یہ مخصوص فرقہ؟

---

[1] انور شاہ کشمیری: فیض الباری (مطبعہ حجازی، قاہرہ) ج ۱، ص ۶۱

[2] احسان الٰہی ظہیر: البریلویۃ، ص ۵۵

Marfat.com

تین سو کیسٹ گھر بیٹھے مُفت سماعت کا

سُنہری موقع

بزم قاسمی برکاتی کے زیر اہتمام برکاتی کیسٹ لائبریری کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں قرآن نعت شریف، عُلماء اہلسنّت کی تقاریر کی کیسٹ مُفت سماعت کے لیئے دی جاتی ہے۔

اوقات:- بروز پیر: صبح ۱۱ بجے تا ۲ بجے تک، دوپہر ۳ بجے تا ۶ بجے تک
بروز جمعرات: صبح ۱۱ بجے تا ۲ بجے تک، دوپہر ۳ بجے تا نماز عصر

بمقام: میمن مسجد مُصلح الدّین گارڈن (سابقہ کھوڑی گارڈن کراچی ۲)

منجانب:- بزم قاسمی برکاتی
۱۲۳، چھاگلہ اسٹریٹ کھارادر کراچی

Marfat.com

- بارگاہِ الوہیت کے تقدس اور احترام نبوت کا کماحقہٗ پاسدار
- مسلکِ اہلسنّت و جماعت اور سلف صالحین کا صحیح ترجمان
- قرآن پاک کا صحیح اور سب سے زیادہ مقبول ترجمہ
- کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان

کنز الایمان شریف

ترجمۂ قرآن (اردو)

اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز

- قاری محمد ظفر احمد ابن مفتی محمد مظفر احمدؒ کی خوش الحان تلاوت قرآنِ پاک۔
- محترم سید محمد علی حمزہ گوہر کے منفرد انداز میں ترجمۂ قرآن۔
- جدید ترین اسٹوڈیو میں ماہرین کی زیرِ نگرانی اسٹیریو ریکارڈنگ۔
- تیس۳۰ کیسٹوں پر مشتمل مکمل سیٹ۔ ہر پارہ علیحدہ کیسٹ میں۔

منجانب: ضیا ٹیپ لائبریری میمن مسجد۔ مصلح الدین گارڈن پوسٹ بکس نمبر ۱۳۲۲۵۔ کراچی ۲ فون: ۲۲۶۵۶۸

تعاون: آن اسٹوڈیو۔ (آن ڈیکوریشن) ۔ میٹھادر۔ کراچی

اسلامی کتب خانہ
بھمبر آزاد کشمیر

Marfat.com

Marfat.com

ہماری مطبوعات

مسائل امامت		قیمت =/۹ روپے
اسلامی گفتگو	حصہ اول	" ۵۰/۷ روپے
اسلامی گفتگو	حصہ دوم	" ۵۰/۷ روپے
کرامات صحابہ کرام		" =/۱۰ روپے
اسلام اور شادی		" =/۵ روپے
نعرے یا رسول اللہ		" ۷۵/۶ روپے
سیرا اعلیٰ حضرت		" =/۱۲ روپے
ماہِ رمضان اور شب برأت		" ۲۵/۵ روپے
آدابِ زندگی		" ۵۰/۴ روپے
امام احمد رضا اور رد شیعہ		۷۵/۶ روپے
اصح التواریخ سیر خاندان برکات		زیر طبع
گنبد خضراء		زیر طبع

برکاتی پبلشرز

۱۲۳ – چھاگلا اسٹریٹ کھارادر – کراچی نمبر ۲

Marfat.com

ہماری مطبوعات

مسائل امامت	قیمت ۹/= روپے
اسلامی گفتگو حصہ اول	″ ۷/۵۰ روپے
اسلامی گفتگو حصہ دوم	″ ۷/۵۰ روپے
کرامات صحابہ کرام	″ ۱۰/= روپے
اسلام اور شادی	″ ۵/= روپے
نعرۂ یا رسول اللہ	″ ۶/۷۵ روپے
سیرت اعلیٰ حضرت	″ ۱۲/= روپے
ماہ رمضان و رشتہ بیانات	″ ۵/۲۵ روپے
آداب زندگی	″ ۴/۵۰ روپے
امام احمد رضا اور رد شیعہ	۶/۷۵ روپے
اصح التواریخ سیرت خاندان برکات	زیر طبع
گنبد خضراء	زیر طبع

برکاتی پبلشرز

۱۲۳ ـ چھاگلا اسٹریٹ کھارادر ـ کراچی نمبر ۲

Marfat.com